شمارہ نمبر 8

النصرت

لجنہ اماءاللہ برطانیہ کا تعلیمی و تربیتی مجلّہ

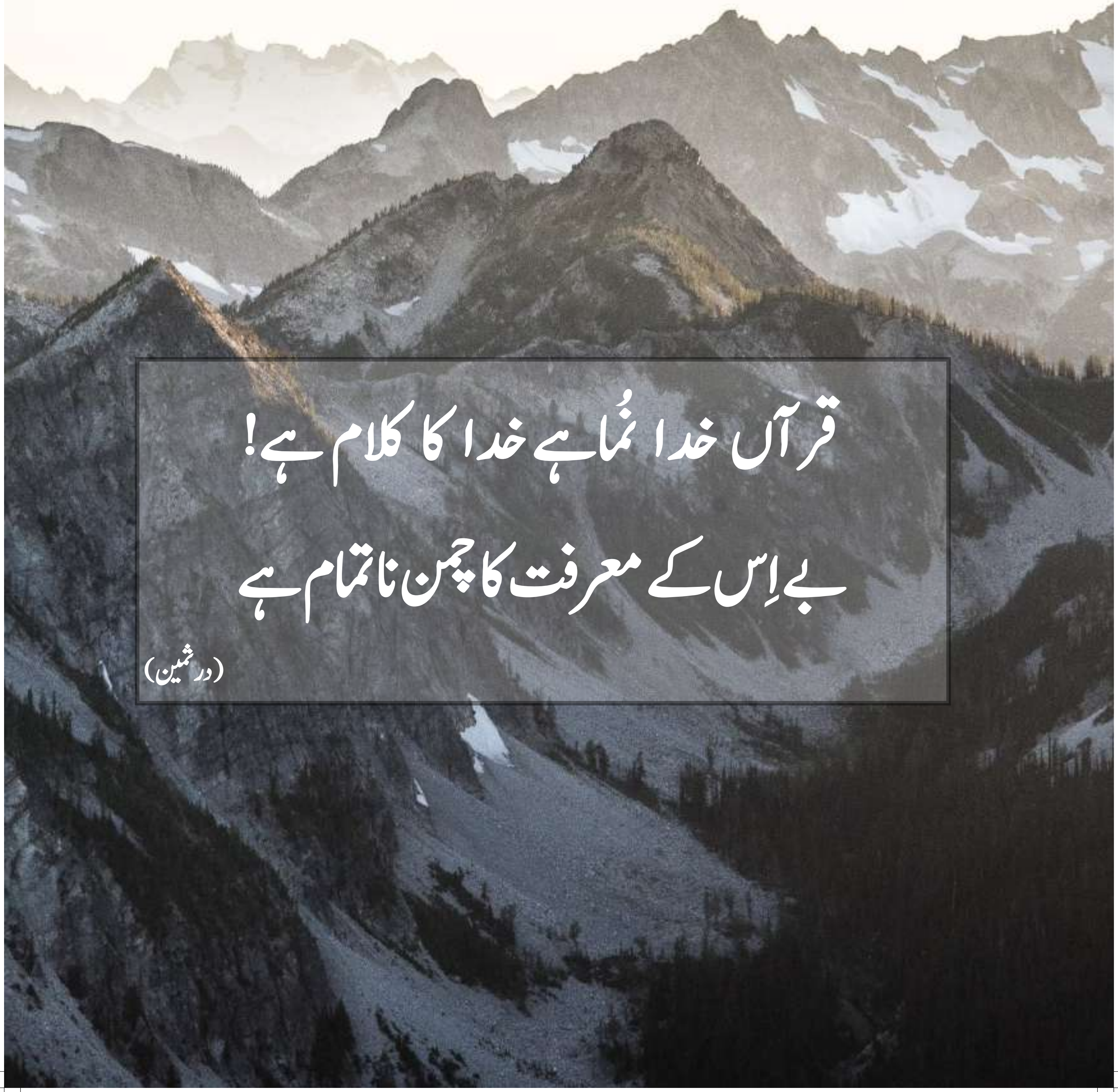

Please visit :https://nasirat.org.uk/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

النصرت

عہد نامہ لجنہ اماء اللہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

"میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار رہوں گی۔ نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافتِ احمدیہ کے قائم رکھنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گی۔" ان شاءاللہ

فہرست مضامین

	قرآن کریم	2
	حدیث النبی ﷺ	5
	کلام الامام	6
	اداریہ	7
خطاب	خلافت-اللہ تعالیٰ کی رحمت۔(25مئی 2018ء)	8
خطاب	لجنہ اماء اللہ کے قیام کی ضرورت اور اہمیت۔(1945ء)	21
مضمون	عشق رسول ﷺ۔(عائشہ خان صاحبہ)	23
مضمون	کون پیاہے کون پریمی۔(رفیقہ صداقت صاحبہ)	30
لجنہ ملاقات	'معاشی بحرانوں کے دور میں قناعت پیدا کریں'۔(4ستمبر 2022ء)	35
مضمون	میرے مہربان۔(صفیہ سامی صاحبہ)	41
مضمون	اسیرانِ راہ مولیٰ۔(ناصرہ افتخار پیر صاحبہ)	46
خطاب	احمدی مستورات کا عظیم الشان کارنامہ۔(27جولائی 1923ء)	49
نظم	حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ(درعدن)	53
بزمِ ادب	اسلامی پردہ۔(آر-ایس۔بھٹی صاحبہ)	54
حلِ لغت	روحانی خزائن۔ براہینِ احمدیہ(حصہ دوم)	57
	لجنہ نیوز	60
	ادعیۃ القرآن: حصولِ خیر کی عاجزانہ دعا	61

﴿قرآن کریم﴾

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا
يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾

(سورة النور ۔ آیت 56)

ترجمہ:

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

(ترجمہ از حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہُ اللہ)

قرآن کریم

حضرت خلیفتہ المسیح الثانیؓ اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

یہ آیت ایک زبردست شہادت خلافت راشدہ پر ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور احسان مسلمانوں میں خلافت کا نظام قائم کیا جائے گا جو مویّد من اللہ ہو گا۔ جیسا کہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ

سے ظاہر ہے اور مسلمانوں کو پہلی قوموں کے انعامات میں سے وافر حصّہ دلانے والا ہو گا، پھر اس آیت میں خلفاء کی علامات بھی بتائی گئی ہیں جن سے سچے اور جھوٹے میں فرق کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ ہیں:۔

اوّل۔ خلیفہ خدا بناتا ہے یعنی اس کے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا۔ نہ وہ خود خواہش کرتا ہے اور نہ کسی منصوبہ کے ذریعہ وہ خلیفہ ہوتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو ایسے حالات میں وہ خلیفہ بنتا ہے جبکہ اس کا خلیفہ ہونا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ الفاظ کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ خود ظاہر کرتے ہیں کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کیونکہ جو وعدہ کرتا ہے وہی دیتا بھی ہے۔ نہ یہ کہ وعدہ تو وہ کرے اور اُسے پورا کوئی اور کرے۔ پس اس آیت میں پہلی بات یہ بتائی گئی ہے کہ سچے خلفاء کی آمد خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو گی۔ کوئی شخص خلافت کی خواہش کر کے خلیفہ نہیں بن سکتا اور نہ کسی منصوبہ کے ماتحت خلیفہ بن سکتا ہے۔ خلیفہ وہی ہو گا جسے خدا بنانا چاہیگا بلکہ بسا اوقات وہ ایسے حالات میں خلیفہ ہو گا جبکہ دنیا اُس کے خلیفہ ہونے کو ناممکن خیال کرتی ہو گی۔

دوسری علامت اللہ تعالیٰ نے سچے خلیفہ کی یہ بتائی ہے کہ وہ اُس کی مدد انبیاء کے مشابہ کرتا ہے کیونکہ فرماتا ہے

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کہ یہ خلفاء ہماری نصرت کے ایسے ہی مستحق ہونگے جیسے پہلے خلفاء اور جب پہلی خلافتوں کو دیکھا جاتا ہے تو وہ تین قسم کی نظر آتی ہیں۔ **اوّل خلافتِ نبوت** جیسے آدم علیہ السلام کی خلافت تھی۔ جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (بقرہ) میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اب آدم علیہ السلام کا انتخاب نہیں کیا گیا تھا۔ اور نہ وہ دنیوی بادشاہ تھے۔ اللہ تعالیٰ

نے فرشتوں سے ایک وعدہ کیا اور انہیں اپنی طرف سے زمین میں آپ کھڑا کیا۔ اور جنہوں نے ان کا انکار کیا انہیں سزا دی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آدمؑ ان معنوں میں بھی خلیفہ تھے کہ ایک پہلی نسل کے تباہ ہونے پر انہوں نے اور اُن کی نسل نے پہلی قوم کی جگہ لے لی۔ اور ان معنوں میں بھی خلیفہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذریعہ ایک بڑی نسل جاری کی۔ لیکن سب سے بڑی اہمیت جو انہیں حاصل تھی وہ نبوت اور ماموریت ہی کی تھی جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ انہی معنوں میں حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِيۡفَةً فِى الۡاَرۡضِ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ

بِالۡحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الۡهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَضِلُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌۢ

بِمَا نَسُوۡا يَوۡمَ الۡحِسَابِ ﴿۲۷﴾

یعنی اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے (حضرت داؤد علیہ السلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اس لیے معلوم ہوا کہ یہاں خلافت سے مراد خلافتِ نبوت ہی ہے)۔ پس تو لوگوں کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلہ کر اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر ایسا نہ ہو کہ وہ تجھے سیدھے راستہ سے منحرف کر دیں۔ یقیناً وہ لوگ جو گمراہ ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب ہوگا۔ اس لئے ایسے لوگوں کے مشورہ کو قبول نہ کیا کر بلکہ وہی کر جس کی طرف خدا تعالیٰ تیری راہنمائی کرے۔ ان آیات میں وہی مضمون بیان ہوا ہے جو دوسری جگہ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ (سورہ آل عمران) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے غلطی سے وَلَا تَتَّبِعِ الۡهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ کے یہ معنے گئے ہیں کہ اے داؤد! لوگوں کی ہواوہوس کے پیچھے نہ چلنا۔ حالانکہ اس آیت کے یہ معنے ہی نہیں۔ بلکہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ بعض دفعہ لوگوں کی اکثریت تجھے ایک بات کا مشورہ دے گی اور کہے گی کہ یوں کرنا چاہیے مگر فرمایا تمہارا کام یہ ہے کہ تم محض اکثریت کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ جو بات تمہارے سامنے پیش کی جارہی ہے وہ مفید ہے یا نہیں۔ اگر مفید ہو تو مان لو۔ اور اگر مفید نہ ہو تو اسے ردّ کر دو۔ چاہے اُسے پیش کرنیوالی اکثریت ہی کیوں نہ ہو۔ بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ گناہ والی بات ہو۔

(تفسیرِ کبیر ، زیرِ تفسیر سورہ النور آیت استخلاف صفحہ 370)

﴿حدیث نبوی ﷺ﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ: أَلَا إِنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ، أَلَا
خَلِيفَتِي فِي أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي يَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ
وَتَضَعُ الْجِزْيَةَ وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا، أَلَا مَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ،
فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ السَّلَامَ

(المعجم الصغیر للطبرانی۔ کتاب العین۔ باب من اسمه عیسیٰ۔ جلد 1 صفحه 275 ، 276)

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبر دار ہو کہ عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہو گا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد میری امت میں میرا خلیفہ ہو گا۔ وہ ضرور دجّال کو قتل کرے گا۔ صلیب (یعنی صلیبی عقیدہ) کو پاش پاش کر دے گا اور جزیہ ختم کر دے گا (یعنی اس کا رواج اٹھ جائے گا کیونکہ) اس وقت میں (مذہبی) جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یاد رکھو جسے بھی ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا اسلام ضرور پہنچائے۔

(حدیقة الصالحین)

کلام الامام

خدا تعالیٰ ۔۔۔دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جب کہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ ،304-305)

قرآن شریف کی یہ آیت بھی کہ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ یہی چاہتی ہے کہ اس اُمت کے لئے چودھویں صدی میں مثیل عیسیٰؑ ظاہر ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ سے چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے تھے تا دونوں مثیلوں کے اول و آخر میں مشابہت ہو۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 500)

اداریہ

میری پیاری بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمدللہ۔۔ ثم الحمدللہ ! کہ ہم خلافتِ حقہ کے ذریعہ انوارِ الٰہی کے جاری و ساری سرچشمۂ فیض سے مشرف ہیں۔ اگر آپ بھی آج کل کے ان علمائے سوء کی ذہنی اور روحانی پسماندگی پہ کفِ افسوس ملتی ہیں، جو اپنی تمام تر توانائیاں محض اس نکتہ پر مرکوز کیے رکھتے ہیں کہ بس کسی طرح اُس قادر و توانا، سمیع و بصیر خدائے کامل کی صفتِ کلام میں انقطاع ثابت کر دیں تا کہ امامِ وقت کی طاعت کا جو اہم سے خود بخود ہٹ جائے، تو آپ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان دلائل سے بہت حظ اُٹھائیں گی جو ذیل میں آپ کے لیے پیشِ خدمت ہیں۔۔

''ایک صاحب نے سوال کیا کہ انقطاع وحی کی نسبت جو حکم آچکا ہے تو پھر اب وحی کیوں ہوئی اور آج تک سوائے جناب کے اور کسی نے کیوں صاحب وحی ہونے کا دعویٰ نہ کیا؟

حضرت اقدس۔ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ آج تک کسی نے دعویٰ نہ کیا؟

سائل۔ جہاں تک میری معلومات ہیں وہاں تک میں نے نہیں دیکھا۔

حضرت اقدس۔ آپ کی معلومات تو چند ایک کتابیں حدیث کی یا اور دوسری ہوں گی اس سے کیا پتہ لگتا ہے۔ اگر اس میں الف لام کی رعایت نہ کی جاوے تو پھر اس سے بہت سے فساد لازم آدیں گے اور انسان ضلالت میں جا پڑے گا۔ یہ امر ضروری ہے کہ وحی شریعت اور وحی غیر شریعت میں فرق کیا جاوے بلکہ اس امتیاز میں تو جانوروں کو جو وحی ہوتی ہے۔ اس کو بھی مدنظر رکھا جاوے۔ بھلا آپ بتلادیں کہ قرآن شریف میں جو یہ لکھا ہے و اوحی ربک الی النحل تو اب آپ کے نزدیک شہد کی مکھی کی وحی ختم ہو چکی ہے۔ یا جاری ہے؟

سائل۔ جاری ہے۔

حضرت اقدس۔ جب مکھی کی وحی اب تک منقطع نہیں ہوئی تو انسانوں پر جو وحی ہوتی ہے وہ کیسے منقطع ہو سکتی ہے۔ ہاں یہ فرق ہے کہ اس کی خصوصیت سے اس وحی شریعت کو الگ کیا جاوے ورنہ یوں تو ہمیشہ ایسے لوگ اسلام میں ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جن پر وحی کا نزول ہو۔ حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی اس وحی کے قائل ہیں اور اگر اس سے یہ مانا جاوے کہ ہر ایک قسم کی وحی منقطع ہو گئی ہے تو یہ لازم آتا ہے کہ امور مشہودہ اور محسوسہ سے انکار کیا جاوے۔۔۔ پھر جس حال میں یہ سلسلہ موسوی سلسلہ کے قدم بقدم ہے اور موسوی سلسلہ میں برابر جاری رہی تھی حتیٰ کہ عورتوں کو بھی ہوتی رہی تو کیا وجہ ہے کہ محمدی سلسلہ میں وہ بند ہو۔۔۔؟ علاوہ اس کے اگر وحی نہ ہو تو پھر اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کے کیا معنے ہوں گے۔ کیا یہاں انعام سے مراد گوشت پلاؤ وغیرہ ہے یا خلعت نبوت اور مکالمہ الٰہی وغیرہ جو کہ انبیاء کو عطا ہوتا رہا۔ غرضکہ معرفت تمام انبیاء کو سوائے وحی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔''

(ملفوظات جلد6، صفحہ 120-121)

زیرِنگرانی	ڈاکٹرفریحہ خان (صدر لجنہ اماء اللہ۔برطانیہ) لبنیٰ سہیل (سیکریٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ۔برطانیہ)
مدیرہ	فریدہ بشارت
نائب مدیرہ	صدیقہ سلطانہ ، ستارہ جمیل
مجلس اِدارت	قانتہ راشدصاحبہ ، نصیرہ نور صاحبہ ، سائحہ معاذ صاحبہ
ٹائپنگ، پروف ریڈنگ اور ڈیزائننگ	رافعہ کوثر ،عاصمہ بدر، رفیقہ صداقت، بشریٰ لطیف، خولہ وحید ، منصورہ شرما ، سویرا ندیم
مینیجر	اسماء شاہد
معاونہ	عاطفہ احمد
تصاویر	بشکریہ مخزنِ تصاویر

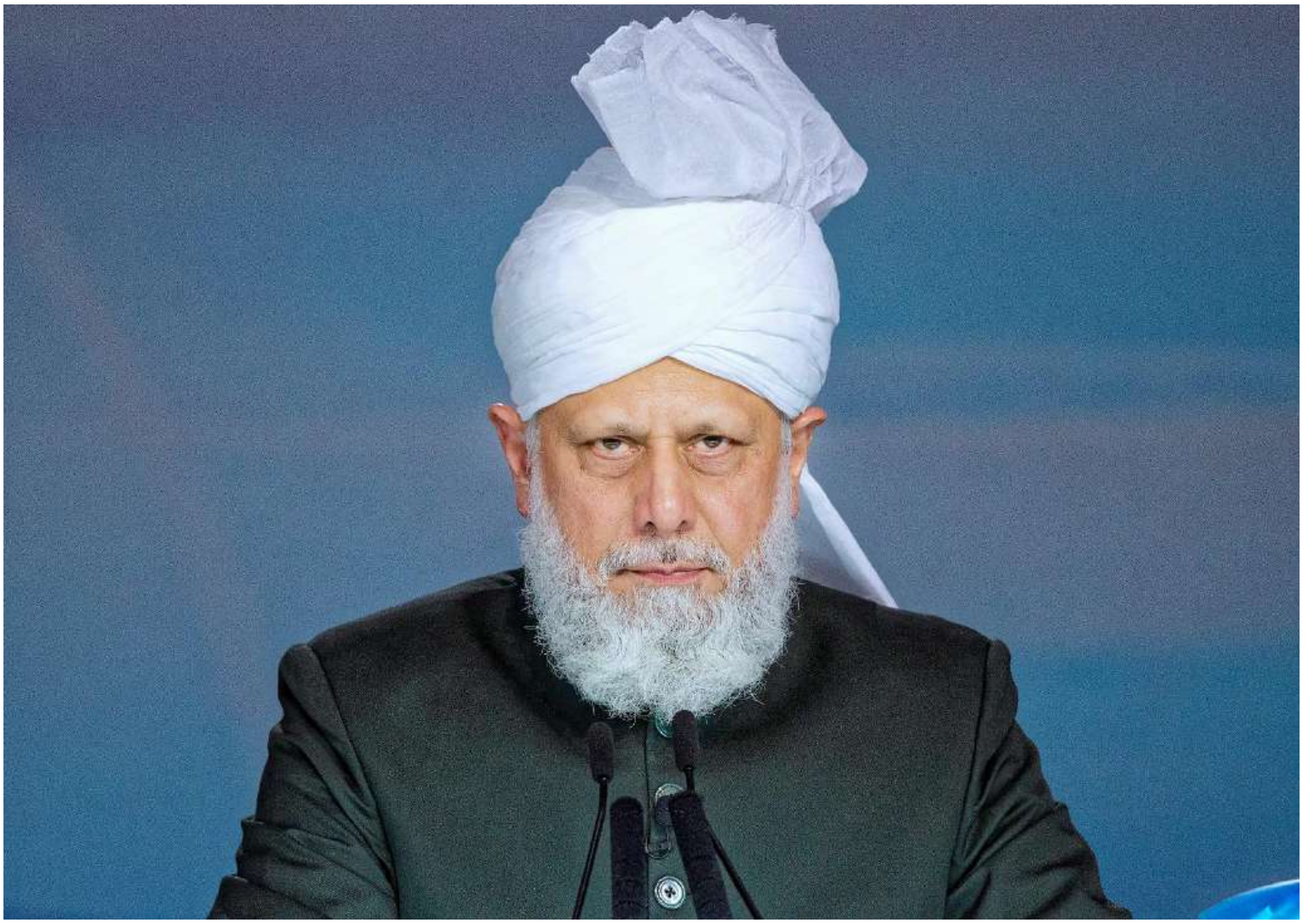

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلافت: اللہ تعالیٰ کی رحمت

خطبہ جمعہ 25/مئی 2018ء

بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

(النور:56-57)

ان آیات کا ترجمہ ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا۔ اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے ایک وعدے کے بارے میں بیان ہوا ہے۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ فرمایا ہے کہ اگر اس اس طرح ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں انعام سے نوازے گا۔ اور وہ خلافت کا انعام ہے۔ جس کے نتیجہ میں تمہیں تمکنت بھی حاصل ہو گی اور خوف کی حالتوں کے بعد امن کی حالت بھی ملے گی۔ پس یہ وعدہ ہے، پیشگوئی نہیں کہ ضرور اللہ تعالیٰ دے گا۔ یہ نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں دے گا اور ضرور دے گا بلکہ یہ اس وعدے کے ساتھ ہے کہ جو اس کی شرائط پوری کرنے والے ہوں گے۔ اور وہ شرائط کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ میری عبادت کرنے والے ہوں گے۔ شرک سے مکمل طور پر پرہیز کرنے والے ہوں گے۔ اگر عبادت کرنے والے نہیں۔ جو عبادت کا حق ہے اس سے عبادت کرنے والے نہیں۔ اگر شرک سے کُلّی طور پر اجتناب کرنے والے نہیں اور اس سے بچنے والے نہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو پھر وہ اس وعدہ سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ پس خلافت ہو گی بھی تو ایسے لوگ اگر یہ شرائط پوری نہیں کر رہے، جو عمل کرنے والے نہیں وہ خلافت سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔

قرآن کریم سے بھی ہمیں واضح ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں خلافت علی منہاج نبوت قائم ہو گی۔ احادیث سے بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ خلافت علی منہاج نبوت قائم ہو گی اور یہ دائمی خلافت ہے۔ اور ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بڑی کھول کر وضاحت فرمائی کہ میرے بعد خلافت ہو گی اور ہمیشہ رہے گی۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مسلمانوں کو یہ بھی واضح فرما دیا کہ خلافت کے وعدہ سے فیض اٹھانے کے لئے، اس کے انعام سے حصہ لینے کے لئے اپنی حالتوں کو بدلنا ہو گا۔ صرف مسلمان کہلانا، صرف ظاہری ایمان کا اظہار کرنا خلافت کے ایمان کا حقدار نہیں بنا دے گا۔ پس اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یہ نصیحت فرماتا ہے کہ عبادت کا حق ادا کرنے کے لئے، شرک سے بچنے کے لئے نمازوں کو قائم کرو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ رسول کی اطاعت کرو تبھی تم اللہ تعالیٰ کے رحم کو حاصل کر سکتے ہو۔

اطاعت رسول میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمائی کہ جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور جو خلافت کا نظام ہے اس میں سب سے بڑھ کر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقرر کردہ امیر ہے وہ خلیفہ ہی ہے۔ پس اس بات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ خلافت کی اطاعت بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ لیکن یہاں وہ خلافت نہیں جو زبردستی چھین کر دنیاوی آقاؤں کی مدد سے حاصل کی جاتی ہے۔ یہاں وہ خلافت مراد ہے جو منہاج نبوت پر قائم ہو اور جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واضح ارشاد فرما چکے ہیں اور جو مسیح موعود کے آنے کے بعد قائم ہونی تھی۔ ان سے خلافت کا یہ سلسلہ چلنا تھا کیونکہ وہ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہو گا۔ اور اس خلافت نے پھر جنگ نہیں کرنی، ظلم نہیں کرنا بلکہ اس طرف توجہ دلانی ہے کہ نمازوں کا قیام کرو۔ اس طرف توجہ دلانی ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے زکوٰۃ دو اور مالی قربانی کی طرف توجہ کرو۔ پس یہ نظام

بھی اِس وقت صرف جماعت احمدیہ میں رائج ہے۔

اسی طرح اطاعت رسول کا ایک مقصد جو وحدت کی لڑی میں پرویا جانا ہے وہ بھی خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ دوسرے مسلمان بیشک نمازیں بھی پڑھتے ہیں لیکن ایک وحدت نہ ہونے کی وجہ سے ان کے دل میں پھوٹ ہے۔ ایک ہی مسلک ہونے کے باوجود جزئیات میں پڑ کر تفرقہ پیدا کیا ہوا ہے۔ علماء اپنے منبروں کے لئے اور اپنے مقاصد کے لئے، اب تو پاکستان میں علماء کے سیاسی مقاصد بھی ہو گئے ہیں ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں۔ یہی حال پھر ان کے پیچھے چلنے والوں کا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا جب پاکستان میں دھرنے وغیرہ ہو رہے تھے، حکومت کے خلاف احتجاج ہو رہے تھے۔ تو اس کے بعد پھر علماء کے دو گروپوں کی آپس میں بھی ٹھن گئی۔ کوئی لبّیک یا رسول اللہ کے نام پر اپنے ذاتی مقاصد حاصل کرنے اور لیڈر بننے کی کوشش کر رہا تھا تو کوئی ختم نبوت کے نام پر اپنی دکان چمکانے کی کوشش کر رہا تھا اور ٹی وی پر یہ تماشا دنیا دیکھ رہی تھی۔ پاکستان کے ٹی وی نے دکھایا۔ اس کے باوجود پھر بھی وہ لوگ جو اُن کے پیچھے چلتے ہیں ان کو سمجھ نہیں آتی کہ وہ کن لوگوں کے پیچھے چل رہے ہیں۔ کیا یہ لوگ عوام النّاس کے لئے، عامّۃ المسلمین کے لئے دین کی تمکنت کا ذریعہ بنیں گے؟ کیا یہ لوگ صحیح رہنمائی کریں گے؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ لوگ تو خود بگڑے ہوئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے مطابق بگڑے ہوئے ہیں کہ اُس زمانے کے علماء بدترین مخلوق ہوں گے۔

(الجامع لشعب الایمان جلد 3 صفحہ 317-318 حدیث 1763 مطبوعہ مکتبۃ الرشد ناشرون ریاض 2003ء)

زکوٰۃ دیتے ہیں تو اس کے استعمال کا بھی حکومت کو پتہ نہیں لگتا۔ وہ یہ دعویٰ تو کرتی ہے کہ غریبوں پر ہم خرچ کر رہے ہیں لیکن زکوۃ فنڈ میں اربوں کے غبن ہوتے ہیں جس کی خبریں میڈیا پر آتی ہیں۔ اشاعت اسلام کا تو سوال بھی نہیں پیدا ہوتا۔ اسلام کے نام پر قائم حکومتیں، تیل کی دولت سے مالامال حکومتیں کیا کر رہی ہیں۔ کوئی بھی اشاعتِ اسلام کا کام ان سے نہیں ہو رہا ہے۔ یہ کام بھی قربانیاں کر کے اگر کوئی کر رہا ہے تو جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ یہ نظام بھی اسی وقت چل سکتا ہے جب خلافت کا نظام ہو۔ بعض علماء اور سنجیدہ طبقہ اس بات کا اظہار تو کرتے ہیں کہ خلافت کا نظام ہونا چاہئے لیکن جب کہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو نظام قائم کیا ہے اسے مانو تو ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ مخالفت میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اس مخالفت کا تازہ واقعہ دو دن ہوئے سیالکوٹ میں ہماری مسجد میں ہوا۔ مسجد اور اس کے ساتھ جو گھر تھا۔ پولیس اور انتظامیہ دونوں نے مل کر بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ان کی سرکردگی میں مولویوں نے اور ان کے چند سو چیلوں نے دھاوا بولا، حملہ کیا۔ بہت بڑا کارنامہ انہوں نے انجام دیا۔ انہوں نے اسلام کو بچانے کے لئے بڑا شب خون مارا۔ اس گھر کو جس کو چند دن پہلے پولیس خود ہی بلاوجہ سِیل (seal) کر چکی تھی، اس کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اور وہاں تھا بھی کوئی نہیں۔ پھر بھی اس سِیل (seal) ہوئے ہوئے گھر کو پولیس نے باقاعدہ انتظام کے تحت حملہ کر کے نقصان پہنچایا، اندر سے توڑ پھوڑ کی۔ یہ پاکستان بننے سے بھی ایک لمبا عرصہ بلکہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ پہلے بنے ہوئے گھر اور مسجد تھے۔ اور کوئی جواز نہیں بنتا تھا کہ احمدیوں نے آج بنایا ہے تو ہم نے منارے گرانے ہیں، گنبد گرانے ہیں۔ پس یہ ان کا حال ہے جو مخالفت میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اب یہ بھی اعلان کر رہے ہیں کہ ہم اور مسجدوں کو بھی نقصان پہنچائیں گے اور گرائیں گے۔ حافظ ہیں، ایک سیاسی پارٹی کے کوئی صاحب قاری ہیں۔ کہنے کو تو حافظ ہیں لیکن قرآن کریم کی تعلیم کی روح سے بالکل ہی خالی ہیں۔ خالی تو بہرحال انہوں نے ہونا تھا اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے خاتم الخلفاء اور اس زمانے کے حَکَم اور عَدل

کی دشمنی میں بڑھے ہوئے ہیں تو پھر قرآن کریم کے علم سے بھی خالی ہو جاتے ہیں۔ ظاہری الفاظ توڑتے ہوں گے۔ قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھنے کے لئے ان کے ذہنوں کو تالے لگے ہوئے ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی ایک سزا ہے کہ یہ سمجھ نہیں سکتے۔ ہاں فتنہ و فساد کا جہاں تک سوال ہے اس میں ان کے ذہن جو ہیں بہت رسا ہیں۔ بہت کھلے ہوئے ہیں۔ جتنا چاہیں ان سے فتنہ و فساد کروالیں۔ اس کے لئے نئے نئے طریقے ایجاد کرلیں گے۔ ان چیزوں میں ہم بہرحال ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ بہرحال یہ تو ان کا حال ہے۔ اپنی مسجدوں میں بھی ایک دوسرے کے خلاف بولتے ہیں اور فتنوں اور فسادوں کی منصوبہ بندیاں کرکے اپنی مسجدوں کے تقدّس بھی پامال کرتے ہیں۔ اور ہماری مساجد میں بھی جو خالصۃً اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہیں ان کو بھی تالے لگا کر، بند کرکے اور پھر باقاعدہ حملہ کرکے نقصان پہنچا کر ان کے تقدّس کو بھی پامال کرتے ہیں۔ یہ نتیجہ ہے ان کے اپنے ذاتی مقاصد کو دین پر ترجیح دینے کا۔ اور جب تک یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق قائم ہونے والی خلافت کو نہیں مانیں گے یہ ایسی حرکتیں کرتے رہیں گے اور ان سے کسی بھی قسم کی اچھائی کی توقع رکھی ہی نہیں جاسکتی۔

ہاں چند ایک شریف لوگ بھی ہوتے ہیں۔ سینیٹ میں ایک خاتون نے بڑی ہمت سے اس پر کل اظہار تشویش بھی کیا اور اسے ردّ بھی کیا۔ اب دیکھیں اس بیچاری کا مولوی اور مولوی طبع لوگ جو ہیں اور مفاد پرست سیاستدان جو ہیں وہ کیا حشر کرتے ہیں۔ ابھی تک تو یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ پھر وہ اس حد تک ایسے شریف لوگوں کے پیچھے پڑتے ہیں کہ ان کو یا تو سیاست سے الگ ہونا پڑتا ہے یا معافی مانگنی پڑتی ہے۔

جہاں تک ہمارے جذبات کا تعلق ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی ایک یادگار کو نقصان پہنچایا اور حکومت نے اسے اپنے قبضے میں لیا ہوا ہے تو ہمارا تو ہمیشہ کی طرح یہی جواب ہے اور ہونا چاہئے کہ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (یوسف:87)۔ کہ میں تو اپنے رنج اور غم کی فریاد کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتا ہوں۔ بیشک اس کے ساتھ ہمارا جذباتی تعلق بھی ہو لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلیٰ تعلق کا اظہار صرف عمارتوں کی حفاظت سے نہیں بلکہ آپ کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہے۔ آپ کے بعد نظام خلافت کے ساتھ جڑنے سے ہے۔ ان چیزوں کے حصول سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے خلافت کے انعام سے فائدہ اٹھانے کے لئے بتائی ہیں۔ اپنی عبادتوں کے معیار بہتر کرنے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے سے ہے۔ اپنی اطاعت کے معیاروں کو بڑھانے سے ہے۔ پس اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے سوال کیا کہ خلیفہ کے آنے کا مدّعا کیا ہوتا ہے؟ مقصد کیا ہوتا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جواب دیا وہ ہمارے سامنے ہر وقت رہنا چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ”اصلاح“۔ یہ مقصد ہے۔ اور پھر وضاحت بھی فرمائی کہ ”دیکھو حضرت آدم سے اِس نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا اور ایک مدت دراز کے بعد جب انسان کی عملی حالتیں کمزور ہوگئیں اور انسان زندگی کے اصل مدّعا اور خدا کی کتاب کی اصل غایت بھول کر ہدایت کی راہ سے دور جا پڑے تو پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایک مامور اور مُرسَل کے ذریعہ سے دنیا کو ہدایت کی۔ اور ضلالت کے گڑھے سے نکالا۔“ آپ فرماتے ہیں کہ ”شان کبریائی نے جلوہ دکھایا اور ایک شمع کی طرح نور معرفت دنیا میں دوبارہ قائم کیا گیا۔ ایمان کو نورانی اور روشنی والا ایمان بنا دیا“۔ فرماتے ہیں کہ ”غرض اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہی سنّت چلی آتی ہے“۔ حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہی ہم نے دیکھا۔ پھر فرمایا کہ ”غرض اللہ تعالیٰ کی یہی سنّت چلی آتی ہے کہ ایک زمانہ گزرنے پر

جب پہلے نبی کی تعلیم کو لوگ بھول کر راہ راست اور متاع ایمان اور نور معرفت کو کھو بیٹھتے ہیں اور دنیا میں ظلمت اور گمراہی، فسق وفجور کا چاروں طرف سے خطرناک اندھیرا چھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفات جوش مارتی ہیں اور ایک بڑے عظیم الشان انسان کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا نام اور توحید اور اخلاق فاضلہ پھر نئے سرے سے دنیا میں اس کی معرفت قائم کر کے خدا تعالیٰ کی ہستی کے بیّن ثبوت ہزاروں نشانوں سے دیئے جاتے ہیں اور ایسا ہوتا ہے کہ کھویا ہوا عرفان اور گمشدہ تقویٰ طہارت دنیا میں قائم کی جاتی ہے"۔ (پس مسلمانوں میں بھی اور غیر مسلموں میں بھی ایمان کھویا ہوا ہے۔ تقویٰ کھویا ہوا ہے۔ اس لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خاتم الخلفاء کو بھیجا اور آپ نے اسے قائم کیا۔ آپ فرماتے ہیں "اور ایک عظیم الشان انقلاب واقع ہوتا ہے۔ غرض اسی سنت قدیمہ کے مطابق"۔ (یہ غور سے سننے والی بات ہے۔) آپ نے فرمایا "اسی سنت قدیمہ کے مطابق ہمارا یہ سلسلہ قائم ہوا ہے"۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 10 صفحہ 274-275۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس جماعت احمدیہ کا قیام بھی اس لئے ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے بیّن ثبوت پیش کئے جائیں۔ توحید کو دوبارہ قائم کیا جائے۔ اخلاق فاضلہ کو نئے سرے سے قائم کیا جائے۔ جیسے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت کی عملی حالت کمزور ہے۔ قبروں کی پوجا، شرک اور بدعات میں یہ لوگ مبتلا ہیں۔ فسق وفجور عام ہے اور خود اس بات کو یہ مانتے ہیں۔ اس پر اخباروں میں کالم لکھے جاتے ہیں لیکن جیسا کہ میں نے کہا جسے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہدایت دینے اور ضلالت کے گڑھے سے نکالنے کے لئے بھیجا ہے اسے یہ ماننے کو تیار نہیں۔ مخفی شرک میں یہ مبتلا ہیں اور اخلاق فاضلہ کا نام ونشان ہی نہیں ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آخری فقرہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ہمیں ہر وقت ہوشیار رکھنے والا ہونا چاہئے کہ اس سنّت قدیمہ کے مطابق ہمارا یہ سلسلہ قائم ہوا ہے کہ جب دنیا میں ہر طرف فسق وفجور اور فساد پھیل جاتا ہے، اخلاق کا خاتمہ ہو جاتا ہے، لوگ توحید کو بھول جاتے ہیں، شرک پھیلنا شروع ہو جاتا ہے تو اس وقت پھر اللہ تعالیٰ اپنے کسی پیارے کو بھیجتا ہے۔ اور پھر نئے سرے سے تجدید دین ہوتی ہے۔ پس اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر اپنے اندر یہ تبدیلیاں نہیں پیدا کر رہے تو پھر بڑی قابل فکر بات ہے۔

ہمیں ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ساتھ وابستہ انعامات کے حصول کے لئے جن باتوں اور جن کاموں کے کرنے کی نصیحت فرمائی ہے اس کے مطابق ہم اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟ ان کے معیار کیا ہیں؟ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہماری عبادتیں کیسی ہیں؟ ہماری نمازوں کے قیام کیسے ہیں؟ ہمارا ہر قول وعمل شرک سے پاک ہے یا نہیں؟ ہماری مالی قربانیوں کے معیار کیا ہیں؟ ہماری اطاعت کے معیار کس درجہ کے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح چاہتے ہیں ہم ان معیاروں کو حاصل کرنے والے ہیں یا نہیں؟ اور پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس معیار پر اپنے سلسلہ کے ماننے والوں کو دیکھنا چاہتے ہیں ہم اس تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟

عبادتوں اور نمازوں کی اہمیت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پالی۔ اور اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا اور گھاٹے میں رہا"۔ فرمایا کہ "اگر اس کے فرضوں میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں۔ اگر

نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے ذریعہ سے پوری کر دی جائے گی۔ اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہو گا اور اس کا جائزہ لیا جائے گا۔

(سنن الترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء ان اوّل مایحاسب بہ العبد…الخ حدیث 413)

پس یہ اہمیت ہے نمازوں کی۔ آجکل رمضان کی وجہ سے سب کی نمازوں کی طرف اور مسجدوں کی طرف بڑی توجہ ہے۔ لیکن یہ رمضان کے مہینے کی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف رمضان کے مہینہ کی نمازوں کے بارے میں نہیں پوچھے گا بلکہ تمام زندگی کی نمازوں کا حساب ہو گا۔ پس یہ بڑے فکر کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر بے انتہا مہربانی ہے کہ فرمایا کہ فرضوں میں جو کمی ہو جاتی ہے، بشری کمزوری کی وجہ سے انسانی طبیعت میں بھی اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں بعض دفعہ حق ادا نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر نفلوں کے ذریعہ سے جو زندگی میں ادا کئے گئے ہوں گے ان سے یہ فرضوں کی کمی پوری کرو۔

پھر ایک روایت میں ہے ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے“۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ حدیث 246)

پس یہ بہت خوف کا مقام ہے۔ شرک ایسا جرم ہے جو اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہے۔ شرک اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا۔ کیا ہم ایسے جرم کے مرتکب ہو کر اللہ تعالیٰ کے انعام خلافت سے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ نماز کیسی ہونی چاہئے؟ اس کی حقیقت اور روح کے معیار کیا ہیں؟ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”بعض لوگ مسجدوں میں بھی جاتے ہیں۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور دوسرے ارکان اسلام بھی بجالاتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد ان کے شامل حال نہیں ہوتی اور ان کے اخلاق اور عادات میں کوئی نمایاں تبدیلی دکھائی نہیں دیتی“۔ (نمازیں پڑھنے والوں کے عادات و اخلاق میں بھی ایک نمایاں تبدیلی نظر آنی چاہئے۔) ”جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی عبادتیں بھی رسمی عبادتیں ہیں۔ حقیقت کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ احکام الٰہی کا بجالانا تو ایک بیج کی طرح ہوتا ہے جس کا اثر روح اور وجود دونوں پر پڑتا ہے“۔ (بیج ہے تو اس کا روح پر بھی اثر ہونا چاہئے۔ جس طرح پودے لگاؤ تو پودا اُگتا ہے، نشوونما پاتا ہے، نظر آتا ہے۔ اسی طرح ہماری روح پر بھی اور ہمارے جسم پر بھی اور ظاہری اخلاق پر بھی نمازوں کا اثر نظر آنا چاہئے۔) فرمایا کہ ”ایک شخص جو کھیت کی آبپاشی کرتا اور بڑی محنت سے اس میں بیج بوتا ہے اگر ایک دو ماہ تک اس میں انگوری نہ نکلے تو ماننا پڑتا ہے کہ بیج خراب ہے“۔ (یعنی کہ انگوری سے مطلب ہے کہ بیج اگر Germinate نہ کرے۔ نہ اُگے، باہر نہ نکلے، دانے سے باہر shoot نہ کرے۔ میں نے انگوری کی یہ وضاحت اس لئے کر دی کہ بعض ترجمہ کرنے والے بعد میں آ کر پوچھتے ہیں کہ آپ نے بعض الفاظ استعمال کئے جن کا ہمیں پتہ نہیں تھا۔) ”یہی حال عبادات کا ہے۔ اگر ایک شخص خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھتا ہے، نمازیں پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے اور بظاہر نظر احکامِ الٰہی کو حتی الوسع بجالاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص مدد اس کے شامل حال نہیں ہوتی تو ماننا پڑتا ہے کہ جو بیج وہ بو رہا ہے وہی خراب ہے“۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 43۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ وہ نکتہ ہے جسے ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ اپنی عبادات اور اپنے اخلاق واطوار کی بہتری کے معیار سے اللہ تعالیٰ کے

قرب کو پہنچائیں۔ اگر ہمارے معیار بہتر ہوئے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ نمازیں ہمیں فائدہ دے رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہم قریب ہو رہے ہیں۔ اگر ہماری ظاہری حالتیں نہیں بدل رہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل نہیں ہو رہا اور نمازیں بھی کوئی فائدہ نہیں دے رہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ ''نماز کیا چیز ہے؟ وہ دعا ہے جو تسبیح، تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرّع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو''۔ (یعنی عربی تمہاری زبان نہیں ہے۔ اس لئے جو عربی نہیں جانتے وہ صرف اسی پر پابند نہ رہیں کیونکہ اس وجہ سے پھر دل کی وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی جو دعا کرنے والے کے دل میں ہونی چاہئے۔) فرماتے ہیں کہ ''کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے'' (بعض دعائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں، اور بعض قرآن کریم کی دعائیں ہیں ان کو پڑھنا بھی چاہئے اور ان کو سمجھنا بھی چاہئے۔ ان کے معنی بھی یاد کرنے چاہئیں تاکہ ان کی روح کا بھی پتہ لگے۔ باقی جو دعائیں ہیں، بعض لوگوں نے اپنی دعائیں بنائی ہوئی ہیں یا دوسری دعائیں یاد کر لیتے ہیں) فرمایا کہ ''باقی اپنی تمام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تاکہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو''۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 68-69)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''نماز ایسی شئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے''۔ (آسمان انسان پر جھک پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قریب آجاتا ہے۔) ''نماز کا حق ادا کرنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ میں مر گیا اور اس کی روح گداز ہو کر خدا کے آستانہ پر گر پڑی ہے...''۔ فرماتے ہیں کہ ''جس گھر میں اس قسم کی نماز ہوگی وہ گھر کبھی تباہ نہ ہو گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر نوحؑ کے وقت میں یہ نماز ہوتی تو وہ قوم کبھی تباہ نہ ہوتی''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''حج بھی انسان کے لئے مشروط ہے۔'' (بعض شرائط ہیں اس کے ساتھ حج ادا کیا جاتا ہے۔ ہر ایک پر فرض نہیں ہے)۔ ''روزہ بھی مشروط ہے۔'' (یہ بھی بیمار پر، مسافر پر فرض نہیں۔ یا مسافر تو بعد میں رکھ سکتا ہے لیکن بیمار بعض دفعہ مستقل نہیں رکھتے۔ بعض شرطیں ہیں۔ روزہ بھی مشروط ہے۔) ''زکوٰۃ بھی مشروط ہے''۔ (جن کے پاس مال ہے انہوں نے زکوۃ دینی ہے) ''مگر نماز مشروط نہیں۔ سب ایک سال میں ایک ایک دفعہ ہیں''۔ (باقی عبادتیں جو فرض ہیں وہ بھی سال میں ایک دفعہ ہیں) ''مگر اس (نماز) کا حکم ہر روز پانچ دفعہ ادا کرنے کا ہے۔ اس لئے جب تک پوری پوری نماز نہ ہو گی تو وہ برکات بھی نہ ہوں گی جو اس سے حاصل ہوتی ہیں اور نہ اس بیعت کا کچھ فائدہ حاصل ہو گا''۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 421-422۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ فرماتے ہیں جب تک پوری پوری نماز نہ ہو گی وہ برکات بھی نہ ہوں گی جو اس سے حاصل ہوتی ہیں۔ یعنی نماز سے حاصل ہوتی ہیں پھر آپ نے فرمایا اور نہ اس بیعت کا کچھ فائدہ حاصل ہو گا جو تم نے میری کی ہے۔ پس یہ ہے وہ معیار جو ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شرک سے بچو۔ اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امّت میں شرک کا خدشہ تھا۔ چنانچہ ایک حدیث ہے کہ عبادہ بن نسي نے ہمیں شدّاد بن اَوس کے بارے میں بتایا کہ وہ رو رہے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اس پر انہوں نے کہا کہ مجھے ایک ایسی چیز یاد آگئی تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس پر مجھے رونا آگیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے بارے میں

شرک اور مخفی خواہشوں سے ڈرتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کی امّت آپ کے بعد شرک میں مبتلا ہو جائے گی؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ البتہ میری امّت شمس و قمر، بتوں اور پتھروں کی عبادت تو نہیں کرے گی مگر اپنے اعمال میں ریا سے کام لے گی۔ (ان کے اپنے عمل میں دھوکہ ہو گا۔ بناوٹ ہو گی۔ تصنع ہو گا) اور مخفی خواہشات میں لوگ مبتلا ہو جائیں گے۔ اگر ان میں سے کوئی روزہ دار ہونے کی حالت میں صبح کرے گا پھر اس کی کوئی خواہش معارض ہو گی تو وہ روزہ ترک کر کے اس خواہش میں مبتلا ہو جائے گا۔''

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 835 حدیث 17250 مسند شداد بن اوس مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

روزہ کی پرواہ نہیں کرے گا۔ ظاہراً روزہ ہو گا۔ پچھلی دفعہ بھی میں نے واقعہ سنایا تھا کہ امّاں ابّا کے لئے ہم روزہ رکھ لیتے ہیں لیکن دوپہر کو جاکر بازار سے کھانا کھالیا اور پھر شام کو بڑے اہتمام سے گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر افطاری کر رہے ہیں جس طرح سارا دن کے ہم ہی سب سے بڑے روزہ دار ہیں۔ تو یہ بعض لوگوں کا حال ہے۔ یہاں کے اخباروں نے اپنا ایک آرٹیکل لکھا اور اس میں بیان بھی کیا تھا جیسا کہ گزشتہ ہفتہ مَیں نے بتایا تھا۔

پس بڑے ہی خوف کا مقام ہے۔ اگر ہم گہرائی سے اپنا جائزہ لیں تو شرک خفی کی کئی مثالیں نظر آئیں گی۔ ہماری نمازیں بھی بعض دفعہ اپنی خواہشات کی پیروی کی وجہ سے چھوٹ جاتی ہیں اور ہمارے روزے بھی دنیاوی عذروں کی نظر ہو جاتے ہیں یا چھوٹ جاتے ہیں۔ مجھے ایک جوان ملا کہنے لگا کیونکہ میں پیزے کا کاروبار کرتا ہوں اور پیزا بناتے ہوئے چکھنا پڑتا ہے اس لئے مَیں روزہ نہیں رکھتا یا کچھ روزے چھوڑ دیتا ہوں۔ اس پر صرف اِنَّا لِلّٰہ ہی پڑھا جاسکتا ہے کہ ہم احمدی ہو کر ایسی حرکتیں کریں۔ اسے تو پتہ نہیں کچھ احساس ہوا یا نہیں لیکن بعض ایسے لوگوں کی باتیں سن کے مجھے بہرحال شرمندگی

ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انعام کو حاصل کرنے کا دعویٰ تو ہے لیکن اگر اس کے احکام سے دُوری ہے تو پھر یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”خدا نے قرآن میں فرمایا کہ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ۔ یعنی ہر ایک گناہ کی مغفرت ہو گی۔“ (پوری آیت ہے لیکن آپ نے ایک فقرہ بولا اور فرمایا کہ) ”مگر شرک کو خدا نہیں بخشے گا۔ پس شرک کے نزدیک مت جاؤ اور اس کو حرمت کا درخت سمجھو“۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 323-324 حاشیہ)

اب شرک کی بات ہو رہی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ ”توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہیں اور دل میں ہزاروں بُت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص اپنے کسی کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے۔ ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بُت پرست ہے“۔ یہ اس حدیث کی وضاحت ہے۔ ”بُت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بت ہے“۔

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 349)

پس بہت باریکی سے ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ پھر خلافت کا انعام پانے والوں کے لئے زکوٰۃ اور مالی قربانی کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا بھی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب العلم باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ حدیث 73)

پھر حضرت حسن بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”کہ اپنے اموال کو زکوٰۃ ادا کر کے محفوظ کر لو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقات کے ذریعہ بھی کرو“۔

(الجامع لشعب الایمان جلد 5 صفحہ 185 حدیث 3280 مطبوعہ مکتبۃ الرشد ناشرون ریاض 2003ء)۔

یعنی زکوٰۃ اور صدقات، ہر چیز کی مالی قربانی اس طرف توجہ دلا دی۔

پس زکوٰۃ جن پر واجب ہے وہ تو زکوٰۃ دیں گے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر ایک پر واجب بھی نہیں۔ لیکن جن پر واجب نہیں انہیں بھی یہاں نصیحت فرمائی کہ صدقات کی طرف توجہ کرو اور ضرورتمندوں اور غریبوں کا خیال رکھو۔ پس اس میں جہاں ضرورتمندوں کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، جو ضروری چیز ہے، وہاں وحدت پیدا کرنے کی طرف بھی توجہ ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ اور اموال کا خرچ خلافت کے تابع ہی بہترین رنگ میں ہو سکتا ہے۔ جماعت کا نظام بھی ہے جس کے پاس ضرورتمندوں کے کوائف بہتر رنگ میں میسر ہوتے ہیں اور ہو سکتے ہیں۔ اور جو جماعتیں ہیں ان کو چاہئے کہ اس کا جائزہ لے کے میسر کریں۔ عموماً تو ایسے

لوگوں کی فہرستیں آتی ہیں۔ پھر خلیفہ وقت کے پاس مختلف جگہوں کی معلومات ہیں جو مختلف لوگوں کی طرف سے آجاتی ہیں۔ بعض لوگوں کی اپنی طرف سے بھی آجاتی ہیں ان کے مطابق وہ خود بھی وہاں خرچ کرنے کے لئے نظام کو کہتا ہے کہ ہاں خرچ کرو۔ یہی وجہ ہے کہ افریقہ میں بھی اور دوسرے ممالک میں بھی جماعت وہاں کے لوگوں کو جس حد تک ہو سکتا ہے اپنے وسائل کے مطابق سہولت پہنچانے کی، مدد کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ علاج کی سہولتیں بھی دی جاتی ہیں۔ تعلیم کی سہولتیں بھی دی جاتی ہیں۔ دوسری خوراک وغیرہ کے لئے بھی۔ اور اکثر احمدیوں کو میں نے دیکھا ہے بڑے درد کے ساتھ اپنے غریب بھائیوں کی مدد کے لئے مالی قربانی کرتے بھی ہیں اور اسی ذریعہ سے پھر ایک وحدت بھی پیدا ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نمازوں کے حق ادا کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کے آپس کے تعلق کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق جوڑتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ ”لوگ اپنی نمازوں میں خشوع خضوع کرتے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طبعاً وہ لغو سے اعراض کرتے ہیں۔“ (جو نمازیں صحیح طرح پڑھی جائیں گی تو لغو سے اعراض ہو گا) ”اور اس گندی دنیا سے نجات پا جاتے ہیں اور اس دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو کر خدا (تعالیٰ) کی محبت ان میں پیدا ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ

هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ

(المؤمنون:5)

یعنی وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں“

(جب لغویات سے پرہیز کیا۔ لغویات پہ خرچ نہیں کرنا تو پھر عبادتوں کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اگر مالدار ہیں تو پھر خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی طرف ان کو توجہ پیدا ہوتی ہے۔)

فرمایا

”اور یہ ایک نتیجہ ہے عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون:4) کا“۔ (لغو سے اعراض کا۔ لغو سے بچنے کا نتیجہ ہے کہ پھر مالی قربانی کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ دوسروں کا احساس ہوتا ہے۔) ”کیونکہ جب دنیا سے محبت ٹھنڈی ہو جائے گی تو اس کا لازمی نتیجہ ہو گا کہ وہ خدا کی راہ میں خرچ کریں گے اور خواہ قارون کے خزانے بھی ایسے لوگوں کے پاس جمع ہوں وہ پروا نہیں کریں گے اور خدا کی راہ میں دینے سے نہیں جھجھکیں گے“۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”ہزاروں آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتے یہاں تک کہ ان کی قوم کے بہت سے غریب اور مفلس آدمی تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں مگر وہ ان کی پروا بھی نہیں کرتے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک چیز پر زکوٰۃ دینے کا حکم ہے یہاں تک کہ زیور پر بھی۔ ہاں جواہرات وغیرہ چیزوں پر نہیں۔ اور جو امیر، نواب اور دولتمند لوگ ہوتے ہیں ان کو حکم ہے کہ وہ شرعی احکام کے بموجب اپنے خزانوں کا حساب کر کے زکوٰۃ دیں“ (نہ کہ نقد روپیہ جو ہے۔ اگر وہ ایک حد تک، ایک مدت تک جمع ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ دیں) ”لیکن وہ نہیں دیتے۔ اس لئے خدا (تعالیٰ) فرماتا ہے کہ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ کی حالت تو ان میں تب پیدا ہو گی جب وہ زکوٰۃ بھی دیں گے۔“ (زکوٰۃ دیں گے تو لغویات سے بچنے کی کوشش بھی ہو گی۔ نمازوں کا خشوع و خضوع حاصل ہو گا۔ اگر صحیح نمازیں ہیں تو لغویات سے بچیں گے۔ لغویات سے بچیں گے تو مالی قربانی کی طرف توجہ پیدا ہو گی۔ آپ نے فرمایا مالی قربانی کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو لغویات سے بچتے ہیں۔ ہر چیز کا آپس میں تعلق ہے۔) آپ فرماتے ہیں ”گویا زکوٰۃ کا دینا لغو سے اعراض کرنے کا ایک نتیجہ ہے“۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 64۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس نماز توجہ دلاتی ہے لغویات سے پرہیز کی طرف اور لغویات سے پرہیز پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری کی طرف لے جاتا ہے۔ اور پھر اس طرف توجہ پیدا ہوتی ہے کہ اپنے مال کو ناجائز چیزوں پر خرچ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں۔ پس آپ نے اس سے یہ بھی نتیجہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا بھی بہت سی لغویات سے انسان کو بچالیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے خلافت کا انعام پانے والوں کو یہ نصیحت فرمائی کہ وہ اطاعت کے معیاروں کو بھی بلند کریں۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔

"یہ حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس نکتہ پر کی کہ سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ ہمیں پسند ہو یا ناپسند۔ اور یہ کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں کسی امر کے حقدار سے جھگڑا نہیں کریں گے۔ حق پر قائم رہیں گے یا حق بات ہی کہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔"

(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس حدیث 7199۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معرصیۃ…الخ)

یہ صرف اپنے لئے ہی نہیں آپ نے فرمایا بلکہ آگے خلافت اور نظام کے بارے میں بھی یہی ارشاد ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

"حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک (چاہے حق تلفی ہو رہی ہے۔ ترجیحی سلوک ہو رہا ہے۔ امتیاز برتا جارہا ہے) غرض ہر حالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے"۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ…الخ حدیث 4754)

اس بات کو اطاعت کے بارے میں بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بِدُوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی۔ اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحّدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔" (دل کی جو خواہشات ہیں وہ اگر ہوں تو بت بن جاتے ہیں۔ پھر اطاعت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔) فرمایا کہ "صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فناشدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔" (اختلاف رائے ہوگا تو زیادہ پھوٹ پڑی رہے گی۔ پھر تنزل ہوگا۔ گراوٹ ہوتی چلی جائے گی۔ پھر ترقی نہیں ہوگی۔) فرمایا کہ "مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سرّ

ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی۔ وہ اصولِ سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارِ گراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپ نے کچھ فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا"۔ (ہماری کوئی عقل کی بات نہیں۔) "اور جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا۔ ان کی اطاعت میں گمشدگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے وضو کے بقیہ پانی میں برکت ڈھونڈتے تھے اور آپ کے لب مبارک کو متبرک سمجھتے تھے۔ اگر ان میں یہ اطاعت، یہ تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھتا اور پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتب عالیہ کو نہ پاتے"۔ فرماتے ہیں کہ "میرے نزدیک شیعہ سنّیوں کے جھگڑوں کو چکا دینے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ صحابہ کرام میں باہم پھوٹ، ہاں باہم کسی قسم کی پھوٹ اور عداوت نہ تھی کیونکہ ان کی ترقیاں اور کامیابیاں اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ وہ باہم ایک تھے اور کچھ بھی کسی سے عداوت نہ تھی۔ ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ مگر میں کہتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہ نکلی تھیں۔ یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ وہ تلوار جو اُن کو اٹھانی پڑی وہ صرف اپنی حفاظت کے لئے تھی ورنہ اگر وہ تلوار نہ بھی اٹھاتے تو یقیناً وہ زبان ہی سے دنیا کو فتح کر لیتے۔ سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل" (کہ دل سے نکلی ہوئی نصیحت یقیناً دوسروں کے دلوں پر اثر کرتی ہے۔) "انہوں نے ایک صداقت اور حق کو قبول کیا تھا اور پھر سچے دل سے قبول کیا تھا۔ اس میں کوئی تکلّف اور نمائش نہ تھی۔ ان کا صدق ہی ان کی کامیابیوں کا ذریعہ ٹھہرا۔ یہ سچی بات ہے کہ صادق اپنے صدق کی تلوار ہی سے کام لیتا ہے۔ آپ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا اور جو جلالی اور جمالی رنگوں کو لئے ہوئے تھی اس میں ہی ایک کشش اور قوت تھی کہ وہ بے اختیار دلوں کو کھینچے لیتے تھے اور پھر آپ کی جماعت نے اطاعت الرسول کا وہ نمونہ دکھایا اور اس کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو اُن کو دیکھتا تھا وہ بے اختیار ہو کر ان کی طرف چلا آتا تھا۔ غرض صحابہ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے اسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے"۔ (جو خالصۃً اپنی حالت کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالیں اور اطاعت میں بھی اعلیٰ معیار دکھائیں۔)

"اس لئے تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ زیر سورۃ النساء آیت 59)

گو یہ بات آپ اپنے صحابہ کو اس وقت بتا رہے ہیں لیکن اگر جماعتی ترقی کو ہمیشہ قائم رکھنا ہے، خلافت کے نظام کے دائمی رہنے کے لئے کوشش کرنی ہے تو پھر جماعت کے اندر وہ نمونے بھی مستقل مزاجی سے قائم رکھنے پڑتے ہیں۔ تبھی وہ ترقیات بھی ملیں گی

جو پہلے ملتی رہی ہیں۔ پس یہ وہ معیار ہیں جو اللہ تعالیٰ کے انعام سے فیض پانے کے لئے ضروری ہیں۔ ہمیں اپنی عبادتوں کے معیار بھی اونچے کرنے ہوں گے۔ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی ہو گی۔ اپنے ہر قول و فعل کو ہر قسم کے شرک سے کلیۃً پاک کرنا ہو گا۔ اپنے اموال کو بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہو گا۔ اور خلافت سے وفا اور اطاعت کے معیاروں کی بھی ہر وقت حفاظت کرنی ہو گی تبھی ہم خلافت کے انعام اور اس کے ساتھ رکھی ہوئی اللہ تعالیٰ کی برکات سے فیض پا سکتے ہیں اور تا قیامت رہنے والی خلافت سے جُڑے رہ سکتے ہیں اور اپنی نسلوں کو ان کے ساتھ جڑا رکھنے والا بن سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دائمی خلافت کی خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اَور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ انعام دیا اور گزشتہ تقریباً 110 سال سے ہم اللہ تعالیٰ کے اس فضل کے نظارے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کو دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آیا ہے اس بات کی توفیق دے کہ اللہ تعالیٰ کی جو ہدایات ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے خلافت کی برکات سے ہمیشہ فیض پاتا چلا جائے۔

پچھلے ہفتہ بھی میں نے پاکستانیوں کے لئے خاص طور پر دعا کی تحریک کی تھی۔ دوبارہ کہتا ہوں کہ پاکستانیوں کو خاص طور پر دعا کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اپنی نمازوں کو، اپنے نوافل کو، ذکر الٰہی کو پہلے سے بہت بڑھانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

لجنہ اماءاللہ کے قیام کی ضرورت اور اہمیت

فرمودہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم سید نا حضرت خلیفتہ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ

(1945ء)

جس طرح ایک گاڑی اس وقت تک ٹھیک نہیں چل سکتی جب تک اس کے دونوں پہیے بالکل درست نہ ہوں۔ اور اگر خفیف سا نقص بھی کسی ایک پہیہ میں پایا جائے۔ تو ایسی گاڑی اچھی طرح نہیں چل سکے گی۔ بعینہٖ یہی حال دنیا میں مرد و عورت کا ہے۔ جب تک یہ دونوں دنیائے عمل میں قدم بقدم اور پہلو بہ پہلو نہ چلیں۔ ان کا ترقی کے زینہ تک پہنچنا مشکل ہے۔ بلکہ جس طرح گاڑی کے ایک طرف کا پہیہ ناقص ہو کر دوسری طرف کے پہیہ کے چلنے میں بھی روک ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح اگر عورت ترقی کے میدان میں چلنے کے قابل نہ ہو تو مرد کے ترقی کرنے میں روک ہو گی۔

یہ ازلی قانون قوموں اور ملکوں اور خاندانوں میں یکساں طور پر چلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عورت کی تعلیم و تربیت پر خاص زور دیا ہے۔ علاوہ اس کے کہ عورت مرد کے کام میں بہت سی سہولت کا باعث بن سکتی ہے۔ عورت کی گود آئندہ نسل کا گہوارہ بھی ہے۔ پس اگر عورتیں اچھی تربیت یافتہ نہ ہوں۔ تو اولاد بھی اچھی اور قابل نہ ہو گی۔ اور جب اولاد اچھی نہ ہوئی۔ تو قوم پروان کس طرح چڑھے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

”حقیقت یہی ہے کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ اگر پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔ گویا خدا تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کو تمہاری اصلاح کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ جب تک تم اپنی اصلاح نہ کر لو ہمارے مبلغ خواہ کچھ کریں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔“

(الازھار لذوات الخمار صفحہ 391)

حضورؓ عورتوں کو مخاطب کر کے مزید فرماتے ہیں:

”یہ کام ہمارے بس کا نہیں بلکہ یہ کام تمہارے ہی ہاتھوں سے ہو سکتا ہے۔ جب تک ہماری مدد نہ کرو اور ہمارے ساتھ تعاون نہ کرو۔ اور جب تک تم اپنی زندگیوں کو اسلام کے فائدہ کے لئے نہ لگاؤ گی۔ اس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ نے انسان کے دو حصے کر کے اس کے اندر الگ الگ جذبات پیدا کئے ہیں۔ عورت مرد کے جذبات کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکتی اور مرد عورت کے جذبات کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکتا۔ پس چونکہ ہم ایک دوسرے کے جذبات کو پہچاننے سے قاصر ہیں۔ اس لئے مردوں کی صحیح تربیت مرد ہی کر سکتے ہیں اور عورتوں کی صحیح تربیت عورتیں ہی کر سکتی ہیں۔“

(الازھار لذوات الخمار صفحہ:392)

چونکہ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ عورتوں کی اصلاح اور تربیت بہتر صورت میں عورتیں ہی کر سکتی ہیں اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لجنہ اماءاللہ قائم فرمائی۔ پس لجنہ اماءاللہ ایک کڑی ہے اس بابرکت نظام کی جس کے ساتھ محکم وابستگی کے بغیر ہم خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔ لہٰذا احمدی بہنوں کو چاہیے کہ وہ لجنہ اماءاللہ میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم فرمودہ نظام سے وابستہ ہوں۔ لجنہ اماءاللہ بائیس سال سے قائم ہے۔ مگر ابھی تک اس کی طرف احمدی مستورات نے بہت کم توجہ کی ہے۔ حالانکہ کوئی ترقی نظام کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس وقت تک اگر خواتین میں کچھ بیداری ہے۔ تو وہ زیادہ تر قادیان کی مستورات میں یا معدودے چند اور جگہوں میں جہاں لجنہ قائم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا الہام "اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی" کسی ایک شہر یا قصبہ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ ساری دنیا کی احمدی عورتوں کے لئے ہے اور یہ اصلاح بغیر منتظم ہوئے اور بغیر آپس میں تعاون کئے نہیں ہو سکتی۔ جب تک ہر ایک احمدی عورت یہ نہ سمجھ لے کہ میرا انفرادی وجود کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ میرا وجود دوسرے وجودوں کے ساتھ مل کر ہی طاقت اور قوت پا سکتا ہے۔ اس وقت تک وہ ترقی نہیں کر سکتی۔ اور ظاہر ہے کہ عورتوں کیلئے واحد طریقہ منظم ہونے کا صرف لجنہ اماءاللہ ہے۔ پس ہر احمدی عورت کو چاہیے کہ وہ لجنہ میں شامل ہو اور ہر شہر یا قصبہ یا گاؤں میں جہاں دو یا دو سے زیادہ احمدی عورتیں رہتی ہوں وہ مل کر لجنہ قائم کر لیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ پورا پورا تعاون کرتے ہوئے ایک دوسرے کی کمزوریوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے صبر استقلال اور ہمت کے ساتھ اصلاح کی کوشش کریں۔ میں امید رکھتی ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد کی تعمیل میں ایک سال کے اندر اندر سارے ہندوستان میں لجنات قائم ہو جائیں گی۔ پس جہاں جہاں اس وقت تک لجنہ قائم نہیں وہاں کی عورتیں بہت جلد اپنے ہاں لجنہ قائم کر کے لجنہ مرکزیہ قادیان کو اطلاع دیں۔

اللہ تعالیٰ کے کام کبھی نہیں رکتے۔ اور بہر حال ہو کر رہیں گے۔ کیونکہ وہ علیم و قدیر ہے۔ اور جو چاہتا ہے کر کے رہتا ہے کسی قسم کی روک اس کے منشاء کو پورا کرنے میں حائل نہیں ہو سکتی پس اپنا کام تو اس نے کرنا ہی ہے۔ اور اپنی قدیم سنت کے مطابق کرنا بھی انسانی ہاتھوں سے ہے۔ پھر کیوں نہ وہ ہاتھ ہمارے ہی ہاتھ ہوں۔ جن سے خدائی کام انجام پا سکیں۔ اور کیوں نہ وہ مبارک ہستیاں ہم ہی ہوں۔ جن سے الٰہی منشاء ظہور پذیر ہو احمدیت کا مقصد اور منتہیٰ ابھی بہت دور ہے۔ جس طرح ایک سیڑھی کے آخری قدم تک نہیں پہنچا جا سکتا جب تک کہ اس کی ایک ایک سیڑھی پر قدم نہ رکھا جائے۔ اسی طرح ہمیں کرنا ہو گا جس زینہ پر ہم نے چڑھنا ہے اس کا پہلا قدم لجنہ اماءاللہ کا قیام ہے۔ اگر پہلا قدم نہ اٹھایا گیا۔ تو ہم اس مقام تک کیونکر پہنچ سکیں گی۔ جو ہمارا مقصد اور نصب العین ہے۔

میں امید کرتی ہوں کہ میری اس مختصر اور سادہ اپیل پر ہماری بہنیں خود ہی توجہ دے کر اپنی اپنی جگہ لجنہ قائم کریں گی۔ اور اس خدائی نظام کا مفید پرزہ بننے کی کوشش کریں گی۔ جس کے ساتھ ملنے سے ہی ہمارے لئے سب برکت و رحمت کے دروازے کھل سکتے ہیں۔

(مصباح فروری 1945ء)

عشق رسول ﷺ

(عائشہ خان، جلنگھم)

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

(سورۃ ال عمران آیت 23)

محترمہ صدر صاحبہ اور عزیز سامعات!

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

سامعات، یہ ایمان کا تقاضہ ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت ہو۔ خود آنحضور ﷺ کا قول ہے:

لَا یُؤۡمِنُ اَحَدُکُمۡ حَتّٰی اَکُوۡنَ اَحَبَّ اِلَیۡہِ مِنۡ وَّالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ

یعنی، تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے باپ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر اسے پیارا نہ ہوں۔

اور یہ ہی وہ احکامات ہیں جو آج میری تقریر بعنوان "حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک سچے اور فدائی عاشقِ رسول ﷺ کی بنیاد ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت وجود کا ذرّہ ذرّہ اپنے آقا و مطاع آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور ایک عملی نمونہ بھی دکھاتا ہے۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ آنحضور ﷺ کے وصال کے بعد گزرے 1400 سال میں بہت سے بزرگ اور مجدد آئے لیکن جِس پائے کے عشقِ رسول ﷺ کا نمونہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں پایا وہ کسی اور میں نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعویٰ محبت کے بعد اگر آپ نے کسی سے عشق کا دعویٰ فرمایا تو وہ آنحضرت محمد ﷺ سے فرمایا۔

بَعد اَز خُدا بَعشِقِ مُحمد مُخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ترجمہ: اللہ کے عشق کے بعد میں عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مخمور ہوں۔ اگر یہ کفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔

اسی بے پناہ و بے مثال محبتِ رسول پاک ﷺ کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے محبوب کے ظلّی نبی ہونے کا اعزاز بخشا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آقا کی شان میں اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛

”وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا تھا یعنی کامل انسان کو، وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی کامل انسان میں۔ جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولا سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں"۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 160)

سامعات، آئیں اب اس زمانہ پر، ان حالات پر ایک سرسری سی نظر ڈالتے ہیں جس میں اسلام اور آنحضور ﷺ کے خلاف ہر سمت سے ہونے والے حملوں، عیسائیوں اور آریہ کی جانب سے اٹھائے جانے والے گندے اور بے بنیاد الزامات واعتراضات اور مسلمانوں کی اپنے دین سے دوری اور پست حالت حضرت مسیح علیہ موعود کو ایسا فکر مند اور رنجیدہ کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام اکیلے ان سب کے سامنے اپنے دین اور اپنے محبوب نبی ﷺ کے دفاع کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام اپنی تشویش اور کرب کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”عیسائی مشنریوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے شمار بہتان گھڑے ہیں۔ اور اپنے اس دجل کے ذریعے ایک خلق کثیر کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھے نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک کی شان میں کرتے رہتے ہیں ان کے دلآزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد، اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور مَیں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلا سے نجات بخش“۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15)

سامعات، یہ تھی وہ اضطرابی کیفیت جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قلم کے جہاد کی طرف راغب کیا اور دنیا نے دیکھا کہ اس سلطان القلم نے کس جوانمردی سے ان سب مخالفین کا مقابلہ کیا اور اپنے دین اور اپنے محبوب آقا ﷺ کا کیا خوب دفاع کیا۔

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

سامعات، حضرت مسیح موعود علیہ کی تحریرات وکتب کا شمار نوے (90) کے لگ بھگ ہے جس میں نظم ونثر دونوں شامل ہیں۔ آپ علیہ السلام کی بیشتر کتب کے مطالعے سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام تحریرات کا مرکز و مقصد اپنے محبوب آقا حضرت محمد ﷺ کی شان وعظمت کا بیان ہے۔ آپ علیہ السلام کے اشعار آنحضور ﷺ کی مدح کا ثبوت ہیں۔ آپ علیہ السلام کا عربی، فارسی یا اردو کا کلام اپنے محبوب آقا سے بھرپور عشق و فدائیت کا اظہار ہے۔ دراصل یہ عشق محمد ﷺ

ہی تو ہے جس نے آپ علیہ السلام کو اشعار کہنے پر مائل کیا۔ میں صرف چند اشعار نمونے کے طور پر پیش کرتی ہوں جو آپ علیہ السلام کے عربی اور فارسی کلام سے لئے ہیں۔

اپنے عربی قصیدہ میں آنحضور صلی اللہ وسلم سے محبت کا اظہار کچھ ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

یَا حِبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّۃً

فِیْ مُھْجَتِیْ وَ مَدَارِکِیْ وَ جَنَانِیْ

(آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۵۹۴)

اے میرے محبوب تیری محبت میری جان اور میرے حواس اور میرے دل میں سرایت کر چکی ہے۔

جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا

یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَرَانِ

(آئینہ کمالات اسلام، صفحہ 594)

(اے میرے معشوق) تیرا عشق میرے جسم پر (کچھ) اس طرح غلبہ پا چکا ہے کہ (وفور جذبات کی وجہ سے) وہ تیری طرف اُڑا جاتا ہے۔ کاش مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی (اور میں اُڑ کر تیرے پاس پہنچ جاتا)۔

اِنِّیْ اَمُوْتُ وَلَا تَمُوْتُ مَحَبَّتِیْ

یُدْرٰی بِذِکْرِکَ فِی التُّرَابِ نِدَائِیْ

(منن الرحمان، صفحہ 25)

(اے میرے پیارے) میں تو (ایک دن) اس دنیا سے کوچ کر جاؤنگا، لیکن میری (وہ) محبت (جو میں تجھ سے کرتا ہوں اس) پر کبھی موت نہیں آئے گی (کیونکہ) میری (قبر کی) مٹی سے تیری یاد میں (جو) آوازیں بلند ہونگی (وہ یہی ہونگی اے میرے محبوب محمد ﷺ۔ اے میرے معشوق محمد ﷺ۔ اے میرے پیارے محمد ﷺ)

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا

فِیْ ھٰذِہٖ الدُّنْیَا وَ بَعْثٍ ثَانٖ

(آئینہ کمالات اسلام، صفحہ 593)

اپنے فارسی منظوم کلام میں اپنے معشوق سے عشق کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

خدا تعالیٰ کے بعد میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق میں دیوانہ ہو چکا ہوں اگر اس عشق کی دیوانگی کا نام کوئی کفر رکھتا ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں (کیونکہ آپ ﷺ سے میں شدید محبت رکھتا ہوں)

ہر تار و پود من بسراید بعشق او

از خود تہی واز غم آں دلستاں پرم

(ازالہ اوہام صفحہ 176)

آپ ﷺ کا عشق میرے وجود کے ہر رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے اور میں اپنے آپ سے خالی اور اس محبوب کے غم سے پر ہوں۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است

خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

(اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ 1884ء)

میری جان اور دل محمد ﷺ کے جمال پر فدا ہے اور میری خاک نبی اکرم ﷺ کی آل کے کوچہ پر قربان ہے۔

در رہ عشق محمدؐ ایں سر و جانم رود

ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

(توضیح مرام، صفحہ ۱۱)

یادِ آن صورت مرا از خود بَرَد

ہر زمان مستم کند از ساغرے

اس (محبوب) کی یاد مجھے بے خود بنا دیتی ہے اور وہ ہر وقت مجھے (اپنے عشق کے) ساغر سے مست رکھتا ہے۔

(دیباچہ براہین احمدیہ صفحہ 19)

حضرت محمد مصطفی ﷺ کے عشق کی راہ میں میرا سر اور جان قربان ہو جائیں۔ یہی میری تمنا ہے اور یہی میری دعا ہے اور یہی میرا دلی ارادہ ہے۔

بحوالہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے مثال محبت، واقعات اور تحریرات کی روشنی میں

alislam.org

سامعات، یہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا ذکر ہوا تو ایک واقعہ بیان کرنا ضروری سمجھتی ہوں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ کی اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کی آل سے بھی بے پناہ محبت چھلکتی ہے۔

”رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی عشق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپؐ کی آل و اولاد اور آپؐ کے صحابہ کے ساتھ بھی بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعودؑ اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپؑ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم سلمہا اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا۔ ”آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں۔“ پھر آپؑ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپؑ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپؑ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپؑ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا ”یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔“ اس وقت آپؑ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقاؐ کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپؑ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ رسولِ پاکؐ کے عشق کی وجہ سے تھا۔“

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 36-37)

اس بارے میں خود حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بھی ایک جگہ اسی واقعہ کو بیان فرماتی ہیں کیونکہ ان کے ساتھ یہ ہوا تھا۔ کہتی ہیں: آپؑ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام باغ میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ مَیں نے اور مبارک نے ایک کچھوا پکڑا۔ آپؑ کو دکھلانے کے لیے لائے۔ آپؑ نے اس کو تو نظر انداز کیا اور پھر فرمایا کہ آؤ مَیں تمہیں محرّم کی کہانی سناؤں۔ پھر کہتی ہیں ہم دونوں پاس بیٹھ گئے۔ یہ ماہ محرم کا پہلا عشرہ تھا۔ آپؑ نے شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعات سنانا شروع کیے۔ فرمایا وہ ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے تھے۔ ان کو منافقوں نے، ظالموں نے بھوکا پیاسا کربلا کے میدان میں شہید کر دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان فرما رہی ہیں کہ پھر فرمایا اس دن آسمان سرخ ہو گیا تھا۔ چالیس روز کے اندر قاتلوں، ظالموں کو خدا تعالیٰ کے غضب نے پکڑ لیا۔ کوئی کوڑھی ہو کر مرا۔ کسی پر کوئی عذاب آیا اور کسی پر کوئی۔ یزید کے ذکر پر، یزید پلید فرماتے تھے۔ کافی لمبے واقعات آپؑ نے سنائے۔ حالت یہ تھی کہ آپؑ پر رقّت طاری تھی۔ آنسو بہنے لگتے تھے جن کو اپنی انگشت شہادت سے پونچھتے جاتے تھے۔

(ماخوذ از تحریراتِ مبارکہ از حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ، صفحہ 222)

(بحوالہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 28 اگست 2020ء) سامعات، انسان جب کسی سے فدائیت سے بھرپور محبت رکھتا ہو تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اس کے لیئے غیرت نہ رکھتا

ہو۔ایک عاشقِ صادق کے لیئے اپنے محبوب کے خلاف کسی بد تہذیبی کو برداشت کرنا تو کیا سننا یا دیکھنا بھی قبول نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے محبوب آقا ﷺ کے لیئے جس اعلیٰ پائے کی غیرت رکھتے اس کی مثال ملنا ممکن نہیں۔وہ مبارک وجود جو اپنی ذات پر ہونے والے کسی بھی نقصان پر کسی دکھ یا اضطراب کا اظہار نہ فرماتا وہ اپنے آقا ﷺ کی شان میں ہونے والی گستاخیوں پر انتہائی رنجیدہ اور بے قرار ہو جاتا۔ اس ضمن میں آپ کے سامنے مختصراً چند واقعات بیان کرتی ہوں۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور سٹیشن کی قریبی مسجد میں وضو فرما رہے تھے کہ پنڈت لیکھرام کا وہاں سے گزرنا ہوا۔اس نے حضور علیہ السلام کو دیکھا تو سلام کیا لیکن حضور علیہ السلام خاموش رہے۔اس خیال سے کہ شائد آپ علیہ سلام نے سنا نہیں اس نے دوسری جانب سے جا کر پھر سلام کیا۔حضور علیہ السلام نے پھر خاموشی رکھی۔ حضور علیہ السلام کے کسے ساتھی نے یہ دیکھا تو سمجھے کہ شائد حضور علیہ السلام نے سنا نہیں تو آپ علیہ السلام کی توجہ اس طرف کرائی جس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے"

(سیرت المہدی، حصہ اول، صفحہ 272)

ایک دفعہ آریہ صاحبان نے وچھووالی لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں شرکت کرنے کے لیے تمام مذاہب کے ماننے والوں کو دعوت دی ۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی باصرار درخواست کی کہ آپؑ بھی اس بین الادیان جلسہ کے لیے کوئی مضمون تحریر فرمائیں اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں کوئی بات خلافِ تہذیب اور کسی مذہب کی دلآزاری کا رنگ رکھنے والی نہیں ہوگی ۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک ممتاز حواری حضرت مولوی نورالدین صاحب کو جو بعد میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ اوّل ہوئے بہت سے احمدیوں کے ساتھ لاہور روانہ کیا اور اُن کے ہاتھ ایک مضمون لکھ کر بھیجا جس میں دینِ محمدؐ کے محاسن بڑی خوبی کے ساتھ اور بڑے دلکش رنگ میں بیان کیئے گئے تھے۔ مگر جب آریہ صاحبان کی طرف سے مضمون پڑھنے والے کی باری آئی تو اُس نے اپنی قوم کے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مضمون میں رسول پاک ﷺ کے خلاف اتنا زہر اگلا اور ایسا گند اُچھالا کہ خدا کی پناہ۔ جب اس جلسہ کہ اطلاع حضرت مسیح موعود کو پہنچی اور جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب قادیان واپس آئے تو آپؑ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اور دوسرے احمدیوں پر سخت ناراض ہوئے اور بار بار جوش کے ساتھ فرمایا کہ جس مجلس میں ہمارے رسولؐ اللہ کو بُرا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں تم اُس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے؟ اور کیوں نہ فوراً اُٹھ کر باہر چلے آئے؟ تمہاری غیرت نے کس طرح برداشت کیا کہ تمہارے آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم خاموش بیٹھے سُنتے رہے؟ اور پھر آپ نے بڑے جوش کے ساتھ یہ قرآنی آیت پڑھی کہ (سورۃ نساء۔ آیت 141) یعنی اے مومنو! جب تم سنو کہ خدا کی آیات کا دل آزار رنگ میں کفر کیا جاتا اور اُن پر ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو تم ایسی مجلس سے فوراً اُٹھ جایا کرو تاوقتیکہ یہ لوگ کسی مہذبانہ انداز گفتگو کو اختیار کریں۔

اس مجلس میں حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ (خلیفہ اوّل) بھی موجود تھے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ پر ندامت کے ساتھ سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے بلکہ حضرت مسیح موعود کے اس غیورانہ کلام سے ساری مجلس ہی شرم و ندامت سے کٹی جا رہی تھی

(سیرت طیبہ صفحہ 31تا33)

ایسی بے مثال غیرت رسول ﷺ کا مشاہدہ اپنے تو کرتے ہی تھے پر غیر بھی محسوس کیئے بغیر نہ رہتے تھے۔ یہ ہے اس فدائیت

کا رنگ جو ہمیں آپ علیہ السلام کی زندگی کے ہر پہلو میں نظر آتا ہے لیکن افسوس صد افسوس کے مخالفین احمدیت اس عشقِ رسول کی حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے آپ علیہ السلام پر گھٹیا الزامات لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ علیہ السلام نے آنحضور ﷺ کے مقابل نبوت کا دعویٰ کیا جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ غیر از جماعت حضرات کسی تحقیق کے بغیر، سنی سنائی باتوں اور افواہوں پر یقین کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس مبارک وجود کو جو اپنے آپ کو آنحضور صلی اللہ وسلم کا غلام کہتا ہے، غیر اپنی نفرت میں اسے نعوذ باللہ گستاخِ رسول تک کہہ دیتے ہیں۔

کافر و مُلحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے

آپ علیہ السلام کی یہی بے لوث فدائیت اور عشقِ رسول آپ علیہ السلام کی زندگی کے ہر پہلو میں جھلکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ رسول ﷺ کے اظہار کا ایک طریق بکثرت درود و سلام کی ادائیگی تھا۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لیے آتے ہیں اور ایک نے اُن سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تُو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 576)

آپ علیہ السلام نہ صرف خود بلکہ اپنی جماعت کو بھی درود پڑھنے کی نصیحت فرماتے۔ اس عقیدتِ رسول ﷺ کے باعث آپ علیہ السلام نے شرائط بیعت میں تیسری شرط پنجوقتہ نماز، تہجد اور استغفار کے ساتھ ساتھ آنحضور ﷺ پر درود بھیجنے کی رکھی۔

حضور علیہ السلام کی اس نصیحت کو مجھے بھی اور آپ سب کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں؛

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبِّ لباب یہ ہے کہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہی ہم بفضلِ و توفیق باری تعالیٰ اس عالمِ گزران سے کُوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جنکے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہِ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے"

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 137)

سامعات، میں اپنی تقریر کا اختتام عقیدت و فدائیت سے بھرپور اس واقعے سے کرتی ہوں۔

"ایک دفعہ کا واقعہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مکان کے ساتھ والے البیت میں جو البیت المبارک کہلاتا ہے۔ اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جا رہی تھی۔ اُس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سُنا تو آپؑ آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت حسّان بن ثابتؓ کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسان نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَآءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

(دیوان حسّان بن ثابت)

'یعنی اے خدا کے پیارے رسول! تُو میری آنکھ کی پُتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی۔'

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس طرح روتے دیکھا اور اُس وقت آپ البیت میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کونسا صدمہ پہنچا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ مَیں اِس وقت حسّان بن ثابتؓ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔“

(سیرت طیبہ صفحہ 27-28)

وہ پیشوا ہمارا ، جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد ﷺ دلبر میرا یہی ہے

✻ ✻ ✻

مطالعہ کتب مسیح موعودؑ کا نظام ترتیب

1920ء میں ایک مخلص احمدی نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت اقدس میں بذریعہ مکتوب استفسار کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں کس ترتیب سے پڑھنی چاہئیں۔ اس کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ نے تحریر فرمایا:

”(1)سب سے پہلے ازالہ اوہام کی ضرورت ہے۔

(2)پھر براہین احمدیہ حصہ پنجم۔

(3)تحفہ گولڑویہ۔

(4)الوصیت۔

(5)تقویۃ الایمان (کشتی نوح)

(6)حقیقۃ الوحی۔

ان کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد دوسرا سلسلہ

(1)براہین احمدیہ پہلے چار حصے۔

(2)سرمہ چشم آریہ۔

(3)آئینہ کمالات اسلام۔

(4)اسلامی اصول کی فلاسفی اور چشمہ معرفت۔

اور وقت ملے تو باقی جو حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری کتابیں ہیں وہ بھی پڑھیں......براہین احمدیہ حصہ پنجم اور حقیقۃ الوحی اس کے ساتھ ملحوظ رہے۔ اگر خود تحقیق کی فرصت نہ ہو۔ تو حقیقۃ النبوۃ (حضرت مصلح موعود کی کتاب) کا مطالعہ کیا جاوے مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت اقدس کی صرف کتب کا مطالعہ کافی نہیں۔ اس سے محض علمی رنگ کامل ہوتا ہے۔ ایک اور چیز ہے۔ جس کے بغیر حضرت اقدسؑ کی بعثت سے انسان پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور وہ ان ڈائریوں کا مطالعہ ہے۔ جو وقتاً فوقتاً اخباروں میں چھپتی رہی ہیں ان کا علمی حصہ ایسا یقینی نہیں جیسے حضرت اقدسؑ کی کتب ہیں۔ کیونکہ ڈائری نویس بعض وقت الفاظ پوری طرح یاد نہیں رکھ سکتا لیکن ان سے دو باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ ایک یہ کہ حضرت اقدسؑ اپنی بعثت کا مطلب کیا سمجھے تھے اور اسے پورا کرنے کے لیے کس رنگ میں کوشش کرتے رہے۔ دوسرے یہ کہ جن لوگوں کے سامنے حضورؑ کا دعویٰ پیش ہوا اور اسے انہوں نے قبول کیا۔ اور سالہا سال تک آپؑ کے ساتھ رہے یا کثرت سے آپؑ کی ملاقات کرتے رہے۔ انہوں نے حضورؑ کے کلام سے کیا سمجھا اور آپؑ کے ساتھ کس رنگ میں معاملہ کرتے تھے۔ **ان دونوں باتوں کے جاننے کے بغیر انسان احمدیت کے مغز کو نہیں پا سکتا۔“**

(الفضل 9/دسمبر 1920ء صفحہ 8 تا 9)

کون پیا ہے کون پریمی

(الرحمٰن اور عباد الرحمٰن کے تعلق میں)

(رفیقہ صداقت، مجیم پارک)

جو لوگ رب العالمین، رحمانیت اور رحیمیت کے مظہر اول، خداوند کریم، محبوبِ حقیقی، اور محبوبِ ازلی کے پیار و محبت میں سرشار، اس کی محبت و رحمت کی تلاش میں غوطے لگانے والے، اس کے عشق میں سرگرداں اور اس کی رضا کی راہوں کے متلاشی ہوں، ان کے محبوب نے کب چاہا کہ اپنے شیدائیوں کو خالی ہاتھ لوٹا دے بلکہ وہ تو اپنے عاشقوں کی تڑپ پر پکار اٹھتا ہے:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

(العنکبوت:70)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ جیسے ایک محبت کرنے والی ماں اپنے بچہ کی آواز پر دوڑتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنے بندے کی محبت کا جواب محبت میں دینے کے لیے دوڑتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں سے محبت کا سلوک کرے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ بندے کو اپنی محبت کی گود میں اٹھا کر اسے تسلی دے۔

کس کو معلوم ہے کون پیا ہے کون پریمی کہ

"وہ مستغنی خدا عرش پر بے تاب رہتا ہے اس بات کے لیے کہ اس کا بندہ اس کی طرف آئے اور وہ اسے اپنے قرب میں جگہ دے۔"

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 695)

"ہمارے قرآن مجید میں بنی نوع یعنی مرد اور عورت کا جو مشترکہ نام انسان رکھا ہے۔۔۔ اصل میں یہ لفظ انسان ہے جس کے معنی ہیں دو محبتیں۔۔۔ ایسا وجود جو دو محبتوں کا ظاہر کرنے والا ہے۔ یعنی ایک طرف یہ لفظ اس تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو خدا اور بندے کے درمیان ہے اور دوسری طرف اس تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو بندوں کو بندوں سے ہے۔ پس انسان کے معنی ہیں وہ وجود جو ایک طرف خدا سے محبت کرنے والا ہو اور دوسری طرف بندوں سے محبت کرنے والا ہو۔"

(الازہار صفحہ 392-393)

کون پیا ہے کون پریمی! حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ نے اطاعت و فرمانبرداری کا جو اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ عرش کا خدا پکار اٹھا کہ اے میرے بندے ابراہیم! چونکہ تو آزمائشوں میں ثابت قدم نکلا ہے اور تو نے بڑی دلیری سے میرے حکم کو مانتے ہوئے اپنی بیوی اور بچے کو ایک ایسے جنگل میں جا کر بسا دیا ہے جہاں پانی کا ایک قطرہ اور گھاس کی ایک پتی تک نہ تھی۔۔۔ تو نے اپنی اور اپنے خاندان کی موت قبول کر لی ہے۔۔۔۔ اور جب بھی دنیا کو آزمائشوں اور امتحانوں میں ثابت قدم رہنے کا درس دیا جائے گا تو اس وقت تیرے اس واقعہ کو نمونہ کے طور پر پیش کیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ

کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 160)

اور اس خدائے بزرگ و برتر نے اپنے پیار کا اظہار یوں فرمایا کہ ابراہیم کو قوموں کا امام بنادیا اور اس کی اس طرح حفاظت کی کہ کوئی بھی تکلیف آئی تو فرمایا

قُلۡنَا يٰنَارُ كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ

(الانبیاء آیت 70)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے کہا اگر کچھ کرنا ہی ہے تو ابراہیم کو جلا دو۔۔ ہم نے کہا اے آگ! تو ابراہیم کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔"

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 531)

اس محبوب حقیقی نے اپنے محبوب بندوں کو بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وہ مدعا جو خدا تعالیٰ اپنی پاک کلام میں بیان فرماتا ہے

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ

(الذاریات:57)

یعنی میں نے جنّ اور انسان کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا کی پرستش اور خدا کی معرفت اور خدا کے لیے ہو جانا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 414 اسلامی اصول کی فلاسفی)

"بندوں کا محبوب آقا ان بے قرار روحوں کو آواز دیتا ہے:

اُدۡعُوۡنِىۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَـكُمۡ

یعنی تم دعا کرو میں قبول کروں گا۔

(المومن 61)

بلکہ خدا تو وہی ہے جو ہمیشہ سے اور قدیم سے آپ انا الموجود کہہ کر لوگوں کو اپنی طرف بلاتا رہا ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 366)

یہ ہے اس پریمی کا پیار جس نے اپنے ڈھونڈنے والوں کو الہامی چشمہ سے یوں مالا مال کیا کہ جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور ساتھ ساتھ دعائیں کر رہے تھے تو خداوند کریم نے اپنے فضلوں رحمتوں کی بارش برساتے ہوئے ان پر خلوص دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشا اور بنو اسحق میں پے در پے انبیاء بھیجے اور جب خدا کے فضلوں کا وعدہ بنو اسحاق سے بنو اسماعیل کی طرف منتقل ہوا اس رب العالمین نے رحمۃ للعالمین ﷺ کو خاتم النبین بنا کر بھیج کر ایسی کتاب عطا فرمائی جس پر تمام شرائع کا اختتام ہے۔" تو رسول کریم ﷺ کو تمام دنیا کا امام بنایا گیا اور آپ ﷺ کی امت میں سے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ مقام بخشا گیا۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 162)

"مومن ایک عاشق ہے جو دنیا کو طلاق دے کر ہر ایک تکلیف سہنے کو تیار ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 41)

"انبیاء اور رسل کو جو بڑے بڑے مقام ملتے ہیں وہ ایسی معمولی باتوں سے نہیں مل جاتے۔۔۔۔ بلکہ ان پر بھاری ابتلا اور امتحان وارد ہوئے جن میں وہ صبر اور استقلال کے ساتھ کامیاب ہوئے۔۔۔ دیکھو! ابراہیم پر کیسا بڑا ابتلا آیا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے اور۔۔۔۔ ابراہیم امتحان میں پاس ہوا۔۔۔تب خدا تعالی ابراہیم پر خوش ہوا۔۔۔اس واسطے اس کو صادق کا خطاب ملا۔"

(ملفوظات جلد 16 صفحہ 85)

اب خدا کے محبوب محمد ﷺ کی بے پناہ محبت کو دیکھیے کہ

"رسول اللہ ﷺ ایک ذات کے عاشق زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالی سے اس قدر عشق تھا کہ عام لوگ کہا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ یعنی محمد ﷺ اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔

"آنحضرت ﷺ کی دعائیں دنیا کے لیے نہ تھیں بلکہ آپ ﷺ کی دعائیں یہ تھیں کہ بت پرستی دور ہو جائے اور خدا تعالی

کی توحید قائم ہو۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 524 ایڈیشن 1988)

آپ ﷺ اپنی جوانی میں دن کی تنہائیوں اور رات کے اندھیروں میں اپنا زیادہ وقت غار حرا میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت میں گزارتے تھے۔اس خدائے بزرگ و برتر کو اپنے محبوب بندے کی یہ ادائیں پسند آئیں۔ اسے ساقیٔ کوثر بنایا، مقام محمود عطا فرمایا اور روز محشر شفاعت کرنے والا بنایا اور یہ اعزاز بخشا کہ اے میرے بندے اعلان کر دے اور لوگوں کو بتا دے کہ

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

(الانعام 163)

پھر نہ صرف خود وجود باری تعالیٰ بلکہ آسمان کے فرشتوں کو زمین کے رہنے والوں کو اپنے اس محبوب بندے کے بارہ میں اپنی کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

(الاحزاب 57)

عبادت الٰہی کی محبت نے انحضرت ﷺ کے دل کو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کی محبت سے سرشار کر دیا تھا آپ ﷺ کے اس اعلیٰ مقام کو دیکھ کر فرمایا

وَہُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی

جبکہ وہ اعلیٰ ترین افق پر تھا۔ پھر وہ نزدیک ہوا۔ پھر وہ نیچے اتر آیا۔"

(النجم 8-10)

"اس میں محمد مصطفی ﷺ پر گزرنے والے ایک غیر معمولی ماجرا کا ذکر ہے۔ایک ایسا کشف جس کی کوئی نظیر کسی دوسرے نبی کی زندگی میں نہیں ملتی۔ آپ ﷺ کا دل اللہ کی محبت میں افق کی طرف بلند ہوا اور اللہ اپنے بندے کی محبت میں اس کے دل پر اتر آیا۔اور قاب قوسین سے مراد یہ ہے آنحضرت ﷺ وہ وتر بن گئے جو اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کی قوسوں کے درمیان ایک ہی وتر تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ کی قوس سے چلنے والا تیر وہی تھا جو آنحضرت ﷺ کی قوس سے چلتا تھا۔"

(نوٹس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سورۃ النجم صفحہ 959)

یہ ہے دو محبتوں کا وہ سنگم جسے ایک اور آیت میں یوں بیان فرمایا وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی یعنی "اور اے محمد ﷺ جب تو نے ان کی طرف کنکر پھینکے تو تو نے نہیں پھینکے بلکہ اللہ ہے جس نے پھینکے۔"(الانفعال: 18) یہ جنگ بدر کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ آپ ﷺ نے چاروں طرف نظر دوڑائی تو کشت وخون کا میدان گرم پایا۔اس وقت آپ ﷺ نے ریت اور کنکر کی ایک مٹھی اٹھائی اور اسے کفار کی طرف پھینکا ......آپ ﷺ کا مٹھی بھر کر ریت پھینکنا تھا کہ ایسی آندھی کا جھونکا آیا کہ کفار کی آنکھیں اور منہ اور ناک ریت اور کنکر سے بھرنے شروع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ خدائی فرشتوں کی فوج ہے جو ہماری نصرت کو آئی ہے۔"

(سیرت خاتم النبیین ﷺ حضرت مرزا بشیر احمد صفحہ 411, 412)

کون پیا ہے کون پریمی کا ایک اور رنگ ملاحظہ ہو کہ اس آسمانی آقا نے اپنے پیارے محمد ﷺ کے عشق کی قدر و منزلت یوں فرمائی کہ نہ صرف زندگی بھر اپنے پیارے بندے، اپنے محبوب رسول ﷺ کی فرشتوں کی فوجوں کے ساتھ ہمراہی فرمائی بلکہ اپنی کتاب قرآن پاک کو اس کے ذکر سے

یوں بھر دیا کہ بات اس کی جنگوں میں فتوحات کی ہو یا اس کی قیام اللیل کی عبادتوں کی، ذکر اس کی دعوت و تبلیغ کا ہو یا اس کے عادات و اخلاق کا۔ غرض اس کی ساری کی ساری زندگی قرآن میں بیان فرما دی۔ اور جب آپ ﷺ کو القابات سے نوازا تو سراج منیر کہہ کر پکارا، کبھی شاہد کہا تو کبھی مبشر، کبھی آپ ﷺ کی رضا میں اللہ کی رضا بتائی گئی۔ اگر چادر لپیٹ لی تو یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّل اور یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّر کہہ کر مخاطب کیا اور کہیں اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر 2) کی خوشخبری سنا دی۔ اور "اللھم صلّ علی محمد" کے ورد کا حکم مخلوق کو دے کر ساری فضا کو اپنے محبوب بندے کی تعریف سے بھر دیا۔

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا

سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام (حضرت مرزا غلام احمد قادیانی) آپ ﷺ کے ظلّ کے طور پر دنیا میں تشریف لائے تو کوئی نیا حکم نہیں، کوئی نئی تعلیم نہیں، کوئی نیا ارشاد نہیں، کوئی نئی ہدایت نہیں۔ وہی ارشاد، وہی ہدایت، وہی تعلیم اور وہی احکام ہیں جو رسول کریم ﷺ دنیا میں لائے تھے اور جو قرآن کریم میں بیان ہیں۔۔۔ "اللہ تعالیٰ نے بروز محمد ﷺ کو بھیج دیا۔ پس یہ رسالت کوئی الگ نہیں بلکہ محمد ﷺ کی ہی رسالت ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 187،186)

قادیان کی گمنام بستی میں پیدا ہونے والا یہ عظیم وجود، تقویٰ اور پرہیز گاری میں اپنی مثال آپ تھا، طبیعت خلوت پسندی کی طرف مائل تھی، دل صرف یاد الٰہی میں مشغول رہنے کو چاہتا تھا، جس کا بسیرا صبح و شام مسجد میں ہوتا۔ "بڑے میاں صاحب کہا کرتے تھے کہ میرا یہ بیٹا مسیتڑ ہے۔ نہ نوکری کرتا ہے نہ کماتا ہے۔"

(سیرت المھدی حصہ دوم صفحہ 367)

آپؑ یہی فرماتے "میں نے جس کی نوکری کرنی تھی کر لی۔"

(انوار العلوم جلد 7 صفحہ 574 دعوۃ الامیر)

خدا تعالیٰ کو اس مسیتڑ کی محبتوں کا انداز اتنا بھایا کہ اس کو بادشاہ بنا دیا اور اپنے محبوبوں میں شامل کر لیا۔ جب وہ خدا کے نام کو بلند کر رہا تھا کہ "ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔۔۔۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔"

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

تب خدائے عزوجل اس کے پیارے اللہ نے اپنے پیار کا اعلان یوں فرمایا کہ " میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

(روحانی خزائن جلد 1 وصیت احمدیہ صفحہ 665)

پھر فرمایا "(انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی)

تو مجھ سے ایسا ہے جیسا میری توحید اور تفرید" اور پھر دنیا کے بادشاہ اس کے قدموں میں جھکا دیے۔ یہ فرماتے ہوئے کہ

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(روحانی خزائن جلد 1 براہین احمدیہ صفحہ 622)

اپنے بندوں کے لیے اس کے پیار کی انتہا یہ ہے "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں، اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔"

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 175)

اب اس پریمی کے پیار کی داستان کا دوسرا رخ دیکھیے کہ اس قدردان کا یہ سندر سندر ساتھ، کبھی نہ چھٹنے والا ساتھ اپنی قدرت کا ایک اور رنگ دکھلاتا ہے۔ پیارے مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہے، اطلاع دیتا ہے " **تیری اجل قریب آگئی ہے** "اور **اپنے پیارے کو تسلی** یوں دیتا ہے" **تو اس حالت میں فوت ہوگا جو میں تجھ سے راضی ہوں گا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:**

" سوائے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے"۔۔ "اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔۔۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔۔۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ کے وقت میں ہوا۔ " **اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کو پورا فرماتا ہے کہ "خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔"**

(روحانی خزائن جلد20 صفحہ 302۔305 الوصیت)

سو دنیا نے قدرت ثانیہ کے مظہر اول، مظہر ثانی حضرت مصلح موعود رضی اللہ، مظہر ثالث اور مظہر رابع کے مبارک ادوار میں اللہ تعالیٰ کی بے انتہا برکات کے نظارے تو دیکھے ہی ہیں۔ اب قدرت ثانیہ کے مظہر خامس حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دور میں خدا تعالیٰ نے فرشتوں کی معیت میں واقفین کی ایک فوج تیار کرکے اس بات کا ثبوت دے دیا کہ

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت

اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

(درثمین ص158)

"جب محبت الٰہی بندے کی محبت پر نازل ہوتی ہے تب دونوں محبتوں کے ملنے سے روح القدس کا ایک روشن اور کامل سایہ انسان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد5 صفحہ 72 آئینہ کمالات اسلام)

وہ خدا جو کہ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں سے، محبت کرتا ہے توبہ کرنے کرنے والوں سے، محبت کرتا ہے پاک صاف رہنے والوں سے، محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں سے، محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے اور محبت کرتا ہے متقیوں سے اور جب ایک متقی نفس اطمینان پا جاتا ہے تو اس کا پیار کرنے والا رب بھی اسے یہ مژدۂ جانفزا سناتا ہے۔

"یعنی اے نفس آرام یافتہ جو خدا سے آرام پا گیا اپنے خدا کی طرف واپس چلا آ۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں مل جا اور میری بہشت کے اندر آجا۔ یہ وہ مرتبہ ہے جس میں نفس تمام کمزوریوں سے نجات پاکر روحانی قوتوں سے بھر جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے ایسا پیوند کرلیتا ہے کہ بغیر اس کے جی بھی نہیں سکتا۔"

(روحانی خزائن جلد10۔ صفحہ 318 اسلامی اصول کی فلاسفی)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔۔ کوئی مجھ کو بتائے کون پیا ہے کون پریمی؟

(اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ)

’معاشی بحرانوں کے دور میں قناعت پیدا کریں اور اپنے عقیدے سے جڑیں‘

لجنہ اماء اللہ اٹلی کی عاملہ کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات

4 ستمبر 2022ء کو لجنہ اماء اللہ اٹلی کی اراکینِ عاملہ کو حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے آن لائن ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ اجلاس کا آغاز حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی امامت میں ایک خاموش دعا سے ہوا جس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اراکینِ عاملہ سے خطاب فرمایا اور انہیں قیمتی نصائح سے نوازا۔ جنرل سیکرٹری سے گفتگو کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ ماہانہ رپورٹ بلا تاخیر مرکز کو بھیجی جائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ ایک چھوٹی سی مجلس ہیں۔ لہٰذا، آپ کو مثالی ہونا چاہیے“۔ سیکرٹری تجنید نے بتایا کہ اس میں 137 لجنہ ارکان اور 31 ناصرات اور کل 11 مجالس تھیں-سب سے بڑی مجلس بولونا تھی جس کی 32 لجنہ ارکان تھیں۔

نائب سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ سے گفتگو کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ناصرات کو مقررہ عمر کی کیٹیگریز کے مطابق تقسیم کیا جائے اور نصاب اور مقابلوں کا تعین اسی کے مطابق کیا جائے۔

عاملہ کی ایک اور رکن کو نصیحت کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لجنہ کا خیال رکھیں۔ ان کا نصاب بنائیں اور انہیں پورا لجنہ نصاب سکھائیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 11 سال قبل اسلام قبول کرنے والی سیکرٹری نو مبائعات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ نئے اسلام قبول کرنے والوں کو مناسب تربیت ملنی چاہیے اور اس کے لیے بھرپور منصوبہ بندی ہونی چاہیے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیکرٹری کو مشورہ دیا کہ وہ بطور نو مبائع اپنے تجربے کو استعمال کرتے ہوئے پروگرام تیار کریں۔

چندہ کے بارے میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لجنہ کی تمام ارکان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کتنا حصہ ڈال رہی ہیں، چاہے ان کے شوہر ان کی طرف سے ادائیگی ہی کیوں نہ کریں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لجنہ اماء اللہ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مختلف چندوں میں ان کا مجموعی تعاون کتنا تھا۔ ان معلومات کو ریکارڈ کیا جائے اور مناسب طریقے سے استعمال کیا جائے۔

سیکرٹری تعلیم کو نصیحت فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لجنہ کی ہر رکن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے پڑھنے کے لیے صفحہ نمبر کے مطابق ایک مخصوص حصہ ان کی اپنی زبان میں دیا جائے جس کو وہ سمجھتی ہوں۔ اس طرح نصاب کو ہر ڈیموگرافک گروپ کے مطابق سنوار کر بنایا جائے اور پھر ان کے سالانہ ٹیسٹ لیے جائیں۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیکرٹری تبلیغ سے گفتگو کی اور فرمایا کہ ان کی ٹیم کا ہر رکن اور تبلیغ کرنے والوں کو سال میں کم از کم ایک پھل حاصل کرنا چاہیے۔ خواتین کو تبلیغ کے لیے ایک تفصیلی اور جامع منصوبہ تیار کرنا چاہیے جس میں لٹریچر کی تقسیم، ڈیموگرافکس، ذاتی رابطے اور سیمینار شامل ہوں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیکرٹری پر زور دیا کہ وہ لجنہ کے ارکان کو فعال رہنے کی ترغیب دیں اور باہر نکل کر تبلیغ کے لئے خواتین سے ذاتی رابطے قائم کریں:

صرف گھر پر بیٹھ کر کھانا پکانے یا مردوں کی بات سننے میں اپنا وقت خرچ نہ کریں۔ خود بھی باہر نکلیں۔ مردوں سے کہو، 'جو کچھ تم کرتے ہو وہ کرنا ہمارا بھی کام ہے۔ جی ہاں، ہم آپ کے کھانے وغیرہ کا انتظام کریں گی، وہ تو ہے ہی، بچوں کی دیکھ بھال کرنا اور ان کی تربیت کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے؛ تاہم اس کے ساتھ ساتھ تبلیغ کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابھی بہت سے کام باقی ہیں اور انہوں نے صحابیات کرامؓ کی عظیم مثالیں پیش کیں تاکہ لجنہ اماء اللہ ان سے متاثر ہوں اور ان کی مثالوں کی پیروی کریں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لجنہ کو نومبائعات کے حصول کے لیے چھوٹے چھوٹے اہداف مقرر نہیں کرنے چاہئیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لجنہ میں مختلف قومیتوں کے ارکان کو اہداف دیے جائیں جیسے کہ عرب، افریقی، پاکستانی وغیرہ۔

مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والی احمدیوں کے بارے میں اور جماعت اور لجنہ اماء اللہ کے تمام ارکان میں حقیقی اتحاد کو یقینی بنانے کے سلسلے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیکرٹری تربیت کو ہدایت فرمائی کہ پاکستانی لجنہ کے ارکان دیگر قومیتوں جیسے عرب اور افریقیوں کے ساتھ بیٹھیں، وقت گزاریں اور کھانا کھائیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت لجنہ مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والی ارکان کے ساتھ ضم نہیں ہوتیں اور نہ ہی ان کے ساتھ وقت گزارتی ہیں۔

بیٹھو اور ان کے ساتھ ان کی روٹی اور ہمّس کھاؤ۔ افریقی [احمدیوں] کے ساتھ بیٹھیں اور ان کی بانکو، کینکی اور اسموکڈ فش وغیرہ کھائیں ان کے ساتھ۔ اس کے نتیجے میں، وہ جان جائیں گی کہ ہم سب ایک ہیں۔ ایک ایسا احمدی معاشرہ قائم کریں جہاں پاکستانیوں، عربوں اور افریقیوں کے درمیان کوئی تفریق نہ ہو۔ ہمیں ایک ساتھ رہنا ہے، فردِ واحد کی طرح۔

اگر آپ ایک حقیقی احمدی معاشرہ قائم کرتی ہیں، ایک حقیقی اسلامی معاشرہ جس میں قومیتوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے، وہ سب ایک ہوں، مسلمان اور احمدی مسلمان، تب تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔

"یہ ایک عظیم کام ہے۔[دن کی پانچ] نمازوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک چیلنج ہے جسے آپ کو تربیت کے ذریعے حاصل کرنا ہے؛سب کو متحد کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقصد کو پورا کرنا کہ تمام مسلمانوں کو ایک مذہب پر اکٹھا کیا جاسکے۔(تذکرہ، ص793)

"اور جہاں بھی کوئی کوتاہی ہے، آپ کو یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ کیوں ہے[...] اور جہاں کہیں بھی مسئلہ ہے، اسے حل کرنے کی کوشش کریں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تربیت کے تمام سیکرٹریوں کی ذمہ داری ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ تربیت اور تبلیغی شعبوں کو تعلیم یافتہ احمدی لجنہ اور طالب علموں سے بھی استفادہ کرنا چاہئے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ ان طالبات کی دوستوں اور کولیگز کے لئے سیمینار منعقد کئے جائیں۔

سکریٹری صنعت و دستکاری کو نصائح فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لجنہ کی ممبران کو چاہیے کہ وہ مصنوعات خود بنائیں اور انہیں فروخت کریں۔لجنہ کی تقریبات میں صرف اسٹور سے خریدی گئی مصنوعات دستیاب نہیں ہونی چاہئیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ نیوز لیٹر کے حوالے سے سیکرٹری اشاعت کو ہدایت فرمائی کہ وہ ہر ماہ ایک نیوز لیٹر تیار کریں جس میں اردو، اطالوی، انگریزی اور عربی میں مواد ہو، چاروں زبانوں کو شامل کیا جائے۔ مواد تیار کرنے اور مضامین لکھنے کے سلسلے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عرب لجنہ عربی میں مضامین لکھ کر بھیجیں، افریقی انگریزی میں، جو اردو میں لکھ سکتے ہیں وہ بھی اپنا حصہ ڈالیں اور جو اطالوی زبان سے واقف ہیں وہ نیوز لیٹر کے لیے اطالوی زبان میں مضامین لکھیں۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیکرٹری ضیافت سے پوچھا کہ انہوں نے عاملہ کے ارکان کے لیے کیا تیار کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بریانی اور چنے چکن کے ساتھ میٹھے میں آئس کریم بھی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مسکرائے اور پوچھا کہ کیا سب بریانی کھاتے ہیں جس پر سیکرٹری ضیافت نے اثبات میں جواب دیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیکرٹری صحت جسمانی سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا کہ وہ روزانہ کتنا پیدل چلتی ہیں۔ سکریٹری صحت جسمانی نے بتایا کہ وہ ہر کھانے کے بعد ایک کلومیٹر پیدل چل کر روزانہ تین کلومیٹر چلنے کا التزام کرتی ہیں۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوپہر کے کھانے کے بعد چہل قدمی نہ کی جائے اور اس کی بجائے تھوڑا آرام کیا جائے تاہم صبح اور رات کے کھانے کے بعد چہل قدمی ٹھیک ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک مثل سے بھی سمجھایا کہ "دوپہر کے کھانے کے بعد، تھوڑی دیر آرام کریں۔ رات کے کھانے کے بعد، ایک میل پیدل چلیں۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کتنی لجنہ ارکان ورزش کرتی ہیں اور کتنے کھیلوں کے مختلف مقابلے منعقد ہوتے ہیں۔ گفتگو کے دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لجنہ کو تمام کھیلوں مثلا نیٹ بال اور والی بال کھیلنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر کوئی مارشل آرٹس جانتی ہے تو وہ اسے سکھا سکتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ عاملہ کے ارکان کو چاہیے کہ وہ باقاعدگی سے گھر پر چہل قدمی کریں یا ورزش کریں، چاہے وہ تھوڑی سی ہی کیوں نہ ہو۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاندانی جھگڑوں کے بارے میں دریافت فرمایا اور مشورہ دیا کہ اگر سیکرٹری تربیت کو کسی خاندانی جھگڑے کا علم ہو تو وہ بڑی رازداری کے ساتھ مربی سلسلہ کو بتائیں تا کہ اس مسئلے کو حل کیا جاسکے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تاکید کی کہ کسی اور کے علم میں لائے بغیر یہ بات مکمل اعتماد میں ہونی چاہیے۔

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے عاملہ کے ارکان کو سوالات کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پہلا سوال ان لجنہ ممبروں کے بارے میں تھا جنہوں نے شادی سے پہلے اپنی وصیت کی تھی لیکن ان کے شوہر شادی کے بعد اسے ادا نہیں کرسکتے تھے۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "پہلی بات تو یہ ہے کہ بیوی نے وصیت کی ہے، شوہر نے نہیں۔ وہ چندہ کیوں ادا کرے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ بیوی شادی سے پہلے جو بھی آمدنی دے رہی ہو اسے دینا جاری رکھنا چاہیے۔ شادی کے بعد، اسے گھریلو اخراجات سے پیسے بچانے چاہئیں اور [...] شوہر اسے جو الاؤنس دیتا ہے اس میں سے چندہ (وصیت) دے۔ اور اگر وہ کوئی الاؤنس نہیں دیتا ہے تو اسے بتانا چاہیے کہ میں گھر کے اخراجات میں سے چندہ وصیت کی یہ رقم دینے جارہی ہوں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چندہ وصیت مہر پر بھی لاگو ہوتا ہے لہٰذا جب شوہر مہر دے تو بیوی کو چاہیے کہ وہ اس پر چندہ وصیت ادا کرے۔ اگر شوہر مہر نہ دے اور گھر کے اندر دیگر مسائل جاری رہیں تو ایک ہی آپشن بچا تھا کہ جماعت کو یہ بتادیا جائے کہ وہ چندہ وصیت نہیں دے سکتی اس لیے اس کی وصیت منسوخ کر دی جائے۔

تاہم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر زور دیا کہ شادی سے پہلے بیوی جو کچھ بھی دے رہی ہے اسے ہی جاری رکھنا چاہیے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کاسمیٹکس اور کھانے پینے وغیرہ پر پیسہ خرچ کیا جاتا ہے جس کا مطلب ہے کہ چندہ وصیت بھی دیا جاسکتا ہے۔

ایک اور سوال پوچھا گیا کہ غیر فعال لجنہ سے کیسے نمٹا جائے جو رابطہ کرنے پر جواب نہیں دیتیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بات یہ ہے کہ آپ ان سے صرف جماعت سے متعلق کاموں کے لیے رابطہ کرتی ہیں: آپ کہتی ہیں کہ آج جماعت کا اجلاس ہے، جلسہ ہے، اجتماع وغیرہ ہے، اس لیے شرکت کریں۔ یا آپ کہتی ہیں کہ چندہ دو یا فلاں تحریک میں حصہ لو۔۔ جماعت کے کام کے لیے پہلے ان سے رابطہ نہ کریں، پہلے تعلقات استوار کرنے کے لیے ان سے رابطہ کریں۔ جب آپ ان لجنات کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کریں گی، تو انہیں احساس ہوگا کہ آپ صرف چندہ جمع کرنے یا کسی اور وجہ سے نہیں آرہی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ پاکستان سے ہیں ان سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ کسی ذاتی مہارت یا قابلیت کی وجہ سے اٹلی نہیں آئے تھے بلکہ یہ جماعت کی وجہ سے ہوا تھا۔ انہیں جماعت کے پروگراموں میں شامل ہوکر اللہ کے اس فضل کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تعلقات بنانے میں وقت لگے گا اور سب سے پہلے ایک رشتہ استوار کیا جانا چاہیے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ طریقہ کار درست ہونا چاہیے۔

عاملہ کے ایک رکن نے کہا کہ کچھ شوہروں نے لجنہ ایونٹس (events) کے سلسلے میں لجنہ کے ساتھ تعاون نہیں کیا۔ اس نے پوچھا کہ ایسی حالت میں بیویاں کیا کرسکتی ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کی اطلاع مقامی صدر اور مربی سلسلہ کو دی جائے اور مشورہ لیا جائے۔ اس کے بعد انہوں نے مزید فرمایا: اپنے بیٹوں کو اس طرح تعلیم دیں کہ وہ بڑے ہوکر اچھے شوہر اور جماعت کے مثبت رکن بنیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ پہلا قدم ہے تاکہ اگلی نسل کی تربیت کا خیال رکھا جاسکے کیونکہ یہ ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی صحیح تربیت کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیویوں کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہروں سے پوچھیں کہ ان کا کیا مسئلہ ہے اور اسے حل کریں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر شوہر اپنی بیویوں کے بارے میں شکایت کرتے ہیں کہ ان کی بیویاں "جماعت کے کام" کے

نام پر سارا دن باہر رہتی ہیں اور ان کے گھر کی دیکھ بھال نہیں کی جاتی ہے، مثال کے طور پر بچوں کی دیکھ بھال کرنا اور کھانا تیار کرنا وغیرہ، تو شوہر حق پر ہیں۔

"اس وجہ سے، اپنے کاموں کو مناسب طریقے سے تقسیم کریں اور مناسب طریقے سے منصوبہ بندی کریں۔ تجزیہ کریں کہ ہم اپنے شوہر اور بچوں کے حقوق کیسے ادا کریں اور گھر کی دیکھ بھال کیسے کریں اور پھر جو وقت بچا ہے اس میں لجنہ کے ذریعے جماعت کی خدمت کریں۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر زور دیا کہ لجنہ کو ایک مناسب منصوبہ تیار کرنا چاہیے اور پھر اس کے مطابق ان مسائل سے نمٹنا چاہئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ لجنہ کے ارکان کو سب سے پہلے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں؛ گھر کی دیکھ بھال کرنا، اپنے بچوں کی پرورش کرنا اور اپنے شوہر کی بھی دیکھ بھال کرنا۔ "ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ کوئی بیوی کہے کہ 'میں لجنہ کے کام کے لیے جا رہی ہوں، کھانا خود بنائیں'۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ گھر میں جھگڑے پھوٹ پڑیں گے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ فرمایا: 'میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ کو گھر پر جھگڑنا چاہیے اور تنازعات پیدا کرنے چاہئیں۔ عورتوں کو بھی عقل مندی کے ساتھ کام کرنا چاہیے اور اگر وہ [اپنے شوہروں کو] نصیحت کرنا چاہیں، تو وہ ایسا کر سکتی ہیں۔

عاملہ کی ایک اور رکن نے کہا کہ کچھ پیدائشی احمدی ایسے ہیں جن کے پاس مذہبی علم کی کمی ہے اور یہ کمی ان کے بچوں میں بھی پھیلنے لگی ہے۔ انہوں نے سوال کیا کہ آنے والی نسلوں کی حفاظت کیسے کی جاسکتی ہے اور ایسے احمدیوں کو مشورہ کیسے دیا جاسکتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے سیکرٹری تربیت کو جو ہدایت دی ہے اس پر عمل کیا جائے۔ مزید یہ کہ جن عورتوں کے پاس دینی علم کی کمی ہے انہیں اور ان کے بچوں کو بھی لجنہ اماء اللہ تعلیم دے۔ مسلسل کوشش کی ضرورت ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بچوں کو پڑھانے سے آنے والی نسلوں کا خیال رکھا جاسکے گا۔

البتہ اگر ایسے لوگ دنیا داری میں گھر جائیں تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ آخر میں تباہی کے علاوہ دنیا داری میں اور کچھ نہیں ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے لجنہ ارکان کو محبت کے ساتھ اور ان کے ساتھ ذاتی تعلق استوار کرنے کے بعد تلقین کی جانی چاہئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اٹلی میں لجنہ کے ارکان اتنے زیادہ نہیں ہیں اور جن ارکان کے پاس مذہبی علم کم ہے ان کی تعداد کم ہے لہٰذا تربیت کے مسائل کو فوری طور پر حل کیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ جماعت کا کام طاقت کے ذریعے نہیں ہو سکتا بلکہ وہ محبت اور ہم آہنگی کے ذریعے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم دیا کہ محبت اور شفقت کے ساتھ عمل کریں اور ان لوگوں کو اپنے قریب لائیں۔ [...] اگر آپ سخت ہوں گے تو وہ آپ سے دور چلے جائیں گے۔

اگلے سوال پوچھنے والے نے کہا کہ کووڈ اور دنیا کی موجودہ معاشی حالت کی وجہ سے اخراجات بڑھ رہے ہیں اور بہت سے لوگ مالی پریشانی کے دباؤ میں ہیں۔ اس نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ وہ ان لوگوں کو کیا مشورہ دیں گے جنہیں مالی پریشانی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پوری دنیا ان حالات کی طرف بڑھ رہی ہے۔ قناعت پیدا کرو، یہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے۔ اپنے اندر قناعت پیدا کی جائے۔ اگر کوئی مطمئن ہو جائے تو غیر ضروری اخراجات اور غیر منصفانہ خواہشات میں کمی آئے گی۔ اب اگر

کوئی خاتون یہ مطالبہ کرتی ہے کہ وہ کسی خاص قسم کا مہنگا میک اپ چاہتی ہے یا وہ صرف مخصوص ڈیزائنر کپڑے پہنے گی تو ظاہر ہے کہ مایوسی پیدا ہو گی۔ تاہم، ایک قانع شخص ایسی چیزوں کا مطالبہ نہیں کرے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گیس کی فراہمی کم ہونے والی ہے، ایندھن کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے اور یہ سلسلہ جاری رہے گا اور قلت بھی پیدا ہو گی جس کے نتیجے میں دیگر قیمتیں بھی متاثر ہوں گی۔ یہ صرف احمدی خواتین کا سوال نہیں ہے، یہ ہر ایک شخص کا سوال ہے۔ لہٰذا، آپ کو اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرنا پڑے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جو لوگ دیندار ہیں وہ دنیاوی لالچ میں نہیں ڈوبتے۔ آپ کو دنیا کی رہنمائی کرنی ہے کہ 'دنیاوی لالچ کا پیچھا کرنے، ایک دوسرے کے حقوق غصب کرنے، چوری کرنے، حکومتوں کے خلاف ملک میں بدنظمی اور تشدد پیدا کرنے اور احتجاج کرنے کی بجائے، اپنے اندر قناعت پیدا کریں اور اپنے پیسے کو موثر ترین طریقے سے استعمال کریں۔

اگر احمدی اس طرح اپنی تربیت خود کریں گے تو وہ باقی دنیا کی تربیت بھی کر سکیں گے۔ یہ ایک مستقل کوشش ہے جو آپ کو کرنا پڑے گی۔ اپنے حالات کے مطابق ایک لائحہ عمل تیار کریں۔ میں نے کئی بار ایک عمومی لائحہ عمل پیش کیا ہے: قناعت پیدا کرو، اپنے ایمان سے جڑو، اور اس کے نتیجے میں دنیاوی خواہشات کم ہو جاتی ہیں۔ بصورت دیگر دنیاوی خواہشات کبھی ختم نہیں ہوتیں، ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ خارش جیسی بیماری ہے-انسان مسلسل خارش کرتا رہتا ہے، اس سے لطف اندوز ہوتا ہے اور آخر میں خود کو زخمی کر دیتا ہے۔ اور اس طرح، آخر کار، دنیاداری کا نتیجہ صرف اپنے آپ کو نقصان پہنچانے کے طور پر نکلے گا۔ لہٰذا قناعت اور اللہ کی یاد یعنی نماز کی طرف توجہ سے ہر چیز کا حل نکل سکتا ہے۔ اللہ کے ساتھ تعلق استوار کریں اور اس کے نتیجے میں دیگر تمام بیماریاں حل ہو جائیں گی۔

عاملہ کی ایک اور رکن نے کہا کہ شادی کرنے والی زیادہ تر لڑکیوں نے شادی کے بعد اپنی پڑھائی چھوڑ دی۔ انہوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ ایسی صورت حال کے بارے میں کیا کرنا چاہیے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شادی شدہ لجنہ کی بنیادی ذمہ داری ان کے گھروں کی دیکھ بھال کرنا ہونی چاہیے۔ اگر شوہر تعلیم چھوڑنے کا کہتا ہے، تو بہتر ہے-تنازعات سے بچنے کے لیے-اسے چھوڑ دینا۔ اور اگر ان کے بچے ہیں تو سب سے پہلے بچوں کی تربیت لازم ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کوئی عورت ایسی پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کر رہی ہو جس سے انسانیت کو فائدہ ہو جیسا کہ ڈاکٹر بننا تو شوہر سے اجازت لینے کے بعد وہ بچے پیدا کرنے کے بعد بھی اپنی تعلیم جاری رکھ سکتی ہے۔ یا شادی کرنے سے پہلے، ایک لڑکی یہ شرط لگا سکتی ہے کہ اسے شادی کے بعد اپنی تعلیم مکمل کرنے کی اجازت دی جائے گی کیونکہ یہ ایک فائدہ مند، پیشہ ورانہ تعلیم ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس طرح تنازعات سے اجتناب کیا جا سکتا ہے۔

تاہم اگر شوہر ان کی پڑھائی جاری رکھنا پسند نہیں کرتا اور شادی سے پہلے بھی ایسا کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا تو ان کی بات مان لیں اور گھر کی دیکھ بھال کریں اور بچوں کی تربیت پر توجہ دیں۔ اس کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے سب ارکان کو سلام پیش کیا اور اجلاس کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

(بصد امتنان الحکم کی تیار کردہ انگلش رپورٹ کا اردو ترجمہ النصرت اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے)

خدا ہو مہرباں تم پر کہ میرے مہرباں تم ہو !

شکر و سپاس

(صفیہ بشیر سامی۔ لندن)

کہہ سکتے ہیں کہ میرا رشتہ " الفضل آن لائن " کے ساتھ بہت گہرا ہے۔ اور اس رشتہ کو قابل تشکر اور فخر سمجھتے ہوئے نیز اسے مزید مضبوط کرنے کے لئے اپنے اس سفر کی کچھ روداد لکھوں گی۔

31 جولائی 2001ء کو سامی صاحب کی وفات ہوئی۔ سامی صاحب اپنی جماعت کے ہمیشہ بہت سرگرم رُکن رہے، چاہے وہ کراچی ہو، پشاور یا پھر یہاں لندن، اُن کی زندگی کا ہر وقت یہی مقصد ہوتا کہ زیادہ سے زیادہ جماعتی کاموں میں حصہ لیں انہوں نے قریباً 14 سال محترم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لندن کے ساتھ کام کیا اور ساتھ ہی وہ لندن کے اخبار احمدیہ کے ایڈیٹر بھی رہے، اسی طرح اور بھی کئی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی، گھر کی نسبت مسجد میں زیادہ وقت گزرتا ہمیشہ کہتے میں صرف کار میں بیٹھتا ہوں کار خود بخود مسجد پہنچ جاتی ہے۔

ایک دفعہ بیمار ہوئے کینسر تشخیص ہؤا تین ماہ ہوسپیٹل میں اس اذیت ناک بیماری کا مقابلہ صبر سے کیا جماعت کے ہر ممبر نے دعاؤں سے مدد کی پیارے خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو رپورٹ بھی کرتی رہی اُن کی دعائیں بھی ملیں، محترم امام صاحب ہر جمعہ کو دعا کا اعلان کرتے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارے تھے اللہ نے اپنے پاس بلا لیا پیارے حضورؒ نے جنازہ پڑھایا ماتھے پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا دعائیں دیں اور سامی صاحب کو پیارے ربّ کے حوالے کر دیا۔ اِنَّا للہ وَاِنا الیہ راجعون

ظاہر ہے مشکل وقت تھا کچھ عرصہ بعد میرے دل میں بہت خواہش ہوئی کہ سامی صاحب کے متعلق کوئی کچھ لکھے کیونکہ سامی صاحب عموماً مرحومین کے متعلق ضرور اپنے اخبار احمدیہ اور الفضل وغیرہ میں دعا کے لئے کچھ نہ کچھ لکھتے تھے۔ میری خواہش تھی کہ کوئی میرے سامی کے لئے بھی کچھ لکھے۔ میری بات محترم مولانا لئیق احمد طاہر صاحب سے ہوئی (کیونکہ سامی صاحب آخری دنوں میں مولانا موصوف کے ساتھ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا کام کر رہے تھے) میں نے محترم سے درخواست کی کہ آپ سامی صاحب کے لئے کچھ لکھیں، اُن کا جواب تھا کہ آپ اُن کی بیگم ہیں آپ سے زیادہ اُن کے متعلق کون اچھا لکھ سکتا ہے، میرا جواب تھا کہ میں تو اس میدان میں بالکل اناڑی ہوں مجھے تو ٹھیک سے اپنا نام بھی لکھنا نہیں آتا میں کیسے لکھ سکتی ہوں اُن کا جواب تھا" جیسا بھی لکھ سکتی ہیں لکھ دیں، میں ٹھیک کر دوں گا"۔

اب میں تھوڑا اپنے متعلق بتاتی چلوں کہ میں کیا تھی، میں سکول پڑھنے ضرور گئی ہوں چھ سات جماعتیں پڑھی بھی ہوں لیکن مجھے اپنا پاس ہونا کبھی یاد نہیں۔ مجھے شروع سے گھرداری اور مشکل کام کرنے کا شوق تھا سارا دن گھر کے کاموں میں لگی رہتی کبھی نہیں تھکتی تھی، ہاں شوق

تھا پڑھنے کا الفضل کے علاوہ دوسرے اخبار۔ حور رسالہ، زیب النساء۔ اور جو بھی ناول یا رسالہ ان کو میں چاند کی روشنی میں بھی اور دیئے کی لَو میں بھی پڑھتی تھی ۔ یہی میری زندگی کے شوق تھے۔ الحمد للہ شادی ایک قابل قلمکار محترم بشیر الدین سامی صاحب سے ہوگئی، میں ایک معمولی سی گھریلو لڑکی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے بھاگ کھول دیئے۔ پڑھا لکھا، ادیب، عالم، منشی فاضل، گریجویٹ، جماعت احمدیہ میں خدمات بجا لانے والا نوجوان میری زندگی میں آیا۔ شادی کے بعد اردو ایم اے بھی کر لیا، ظاہر ہے مَیں بہت خوش تھی۔ لیکن بالکل نہیں جانتی تھی کہ وہ کیسے بن بتائے میری تربیت کرتے رہے، میری ذات جو بکھری بکھری تھی اُس کو سمیٹتے ہوئے مجھے سنوارتے رہے ، میری اوقات سے زیادہ مجھے پیار دیا عزت دی، خود اعتمادی دی۔ مَیں نے اپنے شوہر کی زندگی میں بہت مزے کی زندگی گزاری میرے اُوپر کوئی ذمہ داری نہیں تھی، کہاں سے خرچ ہوتا ہے کیا بِل ہیں زندگی کے تمام باہر کے کاموں سے میں انجان تھی، ہاں گھر کی اور بچوں کی تمام ذمہ داریاں میری تھیں جیسے کہ ہمارے گھروں کی روایت ہے۔ بچے پڑھ لکھ کر بڑے ہوئے بچوں کی شادیاں کیں الحمد للہ بہت اچھی اور خوش گوار زندگی گزری ۔ اس دوران یہ خیال ہی نہ آیا کہ کچھ لکھنا بھی سیکھ لوں ۔ ضرورت ہی نہیں محسوس کی کبھی کبھار جب اپنی امی جان یا کسی رشتے دار کو خط لکھنے کی نوبت آتی تو دو چار لائینیں مشکل سے لکھتی پھر ہفتوں خط پڑا رہتا آخر سامی نیچے دو چار حرف لکھ کر پوسٹ کر دیتے۔ لکھنے سے میری جان جاتی تھی اور سامی ہمیشہ میری مدد کر دیتے اور ساتھ کہتے کوشش کیا کرو لکھنے کی لیکن اُن کی زندگی میں یہ کام نہ کر سکی۔

واپس آتی ہوں اُسی طرف کہ محترم مولانا لئیق احمد طاہر صاحب نے کہا کہ آپ سامی صاحب پر جو دل میں آئے لکھ دیں میں ٹھیک کر دوں گا۔ کمپیوٹر تو ہمارے گھر میں تھا سامی صاحب اُس پر کام کرتے تھے۔ میں نے بھی اُس پر لکھنے کی کوشش کی سامی صاحب نے کی بورڈ پر (الف، ب، سب لکھ کر لگائے ہوئے تھے میں نے جب بھی کچھ لکھنے کا ارادہ کیا ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگتے سامی کی یاد بے چین کر دیتی۔ روتے روتے کچھ الفاظ لکھتی۔ بڑی مشکل سے جو لکھا محترم لئیق احمد طاہر صاحب کو پوسٹ کر دیا دوسرے دن ہی جواب آگیا کہ یہ تو آپ نے سامی صاحب کی میڈیکل رپورٹ لکھ دی ہے۔ پھر محترم نے مجھے سمجھایا کہ کیا لکھنا ہے اور کیسے لکھنا ہے پھر کوشش کرنے لگی قریباً ایک دو سال کا عرصہ لگ گیا بہت مشکلوں سے لکھا ہوا مضمون میں اپنے ماموں زاد بھائی جان محترم عبد الباسط شاہد صاحب کے پاس لے کر گئی اور کہا کے میرے سامنے نہیں میرے بعد پڑھیں کیونکہ یقین تھا کہ وہ کہیں گے کیا بے کار ہے۔ لیکن یقین نہیں آیا کہ اُنہوں نے کچھ نوک پلک ٹھیک کر کے مضمون پاس کر دیا اور میں نے یہ مضمون محترم نصیر احمد قمر صاحب کو الفضل انٹر نیشنل لندن میں چھپنے کے لئے بھیج دیا اور وہ چھپ بھی گیا (الفضل انٹر نیشنل (12) 26 نومبر 2004 تا 2 دسمبر 2004ء)، آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ میں کتنا روئی اور حیران پریشان کہ زندگی بھر جو ایک لفظ نہیں لکھ سکی نکمی سی صفیہ کا مضمون اخبار میں چھپ گیا۔ الحمد للہ۔

اُس کے بعد میرے بچوں نے کمپیوٹر پر کمپوز کرنا سکھایا میری بہت مدد کی میں نے اپنے والدین پر مضمون لکھے اور مختلف مضامین محترم ایڈیٹر عبد السمیع خان صاحب ایڈیٹر الفضل ربوہ کو بھیجے انہوں نے میری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے روزنامہ الفضل ربوہ میں شائع کئے ۔ الحمد للہ پھر ایک بہت ہی قابل خاتون جو کہ میری ماموں زاد بہن امتہ الباری ناصر صاحبہ نے میرا ہاتھ تھام لیا اور قلم چلانے کا شعور سکھایا اور ہر قدم پر اُن کی راہنمائی ہمیشہ میرے ساتھ رہی۔

میرے پوتے ، پوتیوں، نواسے نواسیوں نے مجھے ای میل اور سکین کرنا سکھایا۔ آج بھی میرے کمپیوٹر اور تمام فون وغیرہ کے پاس ورڈ کینیڈا میں میرے بیٹے منیر شہزاد کے پاس ہیں کوئی مسئلہ ہو تو وہ وہاں سے حل کر دیتا ہے۔ میں نے جب کمپیوٹر پر

کام شروع کیا سب سے پہلے سامی صاحب کے لگائے ہوئے الف ب والے سٹکر اُتارے اور خود سے کی بورڈ پر الف ب لکھنا سیکھا۔ میری بہو عروج نے مجھے ایک چھوٹا سا کمپیوٹر کا کورس کروایا، آہستہ آہستہ میں اپنے کمپیوٹر سے مانوس ہوتی گئی۔ امتہ الباری صاحبہ نے "زندہ درخت" کتاب لکھی اور مجھے بھی اب لکھنے کی عادت ہو چکی تھی اُن کی راہنمائی میں "میری پونجی" کتاب میں نے لکھی جس پر میری سب سے پہلے حوصلہ افزائی محترم بشیر رفیق صاحب (مرحوم) سابق امیر جماعت لندن نے کی، جو میرے لئے بہت بڑے اعزاز کا باعث تھی میرے محسن محترم لئیق احمد طاہر صاحب جنہوں نے میرے ہاتھ میں قلم پکڑایا، اُنہوں نے اپنی بیگم امۃ النور صاحبہ (مرحومہ) کی شدید بیماری کے دوران "میری پونجی" کی پروف ریڈنگ کی اور میری حوصلہ افزائی فرمائی، بھائی جان باسط صاحب اور سب سے زیادہ میرا اپنا بھائی محمد اسلم خالد جس نے اُمی جان و اباجان پر لکھا ہوا مواد مجھے مہیا کیا اِن سب کی قدم قدم پر معاونت میرے ساتھ رہی۔

میری کتاب "میری پونجی" جب شائع ہو کر آئی تو کچھ دنوں ڈرتے ہوئے گھر میں ہی چھپائے رکھا کہ جانے لوگ کیا کہیں گے، پھر آہستہ آہستہ لوگوں کی طرف سے اچھی خبریں ملنی شروع ہوئیں تو "میری پونجی" پیارے حضور کی خدمت میں پیش کی جہاں سے بہت اچھی اور حوصلہ افزا خبر ملی، پیارے حضور کے ساتھ ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا "میں نے چیدہ چیدہ کتاب پڑھی ہے فرمایا میرے نواسے مجھ سے پوچھتے ہیں "میری پونجی" کا کیا مطلب ہے۔ اور ساتھ ہی فرمایا میں نے تمہاری کتاب جامعہ احمدیہ کی لائبریری میں دے دی ہے" اور فرمایا تمہیں میرا خط بھی مل جائے گا۔ کچھ دنوں بعد کتاب پر لکھا ہوا پیارے آقا کا خط بھی مل گیا۔ میرے لئے یہ سعادت ہے کہ "میری پونجی" آن لائن الاسلام" پر جگہ پا سکی۔ الحمد للہ

دوسری کتاب "من کے موتی" پر کام کا کریڈٹ بھی امتہ الباری ناصر کو جاتا ہے کہ اُنہوں نے اور پبلشر محترم خورشید صاحب (انڈیا قادیان) نے مجھے حوصلہ دیا۔ اس طرح میں دو کتابوں کی مصنفہ ہو گئی۔

یہ سب باتیں میرے لئے بہت معنی رکھتی ہیں، بفضلِ خدا دعاؤں کا خزانہ بھی میرے ساتھ ساتھ رہا۔ محترم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لندن اور اُن کی بیگم محترمہ قانتہ راشد صاحبہ خدا کے فضل سے ہمیشہ میرے محسن اور راہ بر رہے جب بھی مجھے کسی مشورے کی ضرورت پڑی اُنہوں نے قیمتی مشوروں سے مجھے نوازا میں خود بھی کبھی لندن سے باہر جاتے ہوئے واپس آکر پہلے امام صاحب کو رپورٹ کرتی ہوں، یہ 20 سالوں کی روٹین ہے۔ محترم ڈاکٹر افتخار صاحب اور اُن کی بیگم صاحبہ بھی میرے محسن ہیں جو ہمیشہ مجھے اپنی بہن کہہ کر مجھے اور میری فیملی کو دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔ محترم لئیق احمد طاہر صاحب اور اُن کی بیگم (نوری صاحبہ مرحومہ) یہ سب میرے محسن ہیں اور بھی الحمدللہ بہت ایسے ہیں جو مشکل حالات میں میرے ساتھ رہے اُن سب کی دعائیں میرے ساتھ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہ سب کرم مجھ پر سامی صاحب کی وجہ سے ہیں۔

میں جب بھی کوئی مضمون یا کچھ بھی لکھوں امتہ الباری صاحبہ کے بغیر شائد ایک قدم بھی نہ چل سکوں وہ ہمیشہ میری ڈکشنری بھی ہیں اور میری استاد بھی ہیں۔ میری ایک آواز پر جواب دیا ہمیشہ ہر قدم پر ساتھ دیا دن ہو یا رات حاضر ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح میری بھانجی صدیقہ سلطانہ صاحبہ اور میرا بھائی محمد اسلم خالد بھی میری راہنمائی کرتے اور ساتھ رہتے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

واپس "الفضل آن لائن" کی طرف آتی ہوں۔ ایک بار میں نے "الفضل آن لائن" میں ایڈیٹر صاحب کی طرف سے یہ پڑھا کہ ہمارے پاس کمپوز کرنے والے بہت کم لوگ ہیں۔ میں پہلے سے ہی امتہ الباری صاحبہ کے لئے کمپوزنگ کا کام کر رہی تھی۔ اس لئے میں نے اپنی بہن باری سے کہا کہ میرا نام اُن کو دے دیں میں اخبار کے لیے کمپوز کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ ایڈیٹر صاحب کا مجھے فون آیا اور ازراہ کرم اُنہوں نے کچھ کام کرنے کو کہا جو میں نے کیا۔ لندن سے الفضل آن لائن شائع ہونے لگا تو دوبارہ مجھے ایڈیٹر صاحب کا کام کے لیے فون آیا جو میرے لیے سعادت تھی۔ قریباً 2020ء کے شروع کی بات ہے۔ تب سے اب تک میں محترم حنیف محمود صاحب جو ہمارے بہت محنتی ایڈیٹر صاحب ہیں، کے ساتھ کام کر رہی ہوں، بعض اوقات بہت مشکل بھی لگا خاص طور پر جب بار بار یہ سننے کو ملا کہ غلطیاں ٹھیک کریں، ایڈیٹر صاحب نے بہت بار میرا لکھا ہوا واپس بھی کیا کہ دوبارہ ٹھیک کریں، اچھا نہیں لگتا تھا۔ سوچتی تھی بس اب یہ کام میں چھوڑ ہی دیتی ہوں مجھ سے کہاں ہو گا۔ لیکن میں نہیں چھوڑ سکی یہ محترم ایڈیٹر صاحب کی برداشت تھی شاید انہیں میری عمر کا لحاظ آجاتا تھا کہ یہ نہیں کہا جزاک اللہ ہمیں آپ کی خدمات کی ضرورت نہیں بلکہ اصلاح کرتے رہے۔ اب میں کافی بہتر کمپوزنگ کرلیتی ہوں الحمدللہ۔

بہت سے لوگوں کا کمپوزنگ کا کام کر رہی ہوں۔ مَیں نے اپنی کتابوں کی تمام کمپوزنگ خود کی، اور اپنے ملنے والے ہیں اُن کی کتاب کے کچھ حصہ کی کمپوزنگ بھی مَیں نے کی۔ الحمدللہ

اس سب میں میری کوئی قابلیت یا کمال نہیں ہے۔ ہماری جماعت احمدیہ کی برکتیں ہیں۔ پیارے حضور کی دعائیں ہیں اور میرے محسنوں کا ساتھ ہے، جنہوں نے مل کر مجھے اس قابل بنایا کہ میں آج جماعت احمدیہ کے سب سے بڑے اخبار "الفضل آن لائن کی ٹیم کی ایک ادنیٰ سی ممبر ہوں اور میں نے اپنے ایڈیٹر صاحب سے یہ درخواست بھی کی ہے کہ مجھے تھوڑا کام دیں یا زیادہ مجھے اپنی ٹیم میں شامل رکھیں۔ اللہ سے دعا مانگتی ہوں میرا انجام ایک کارکن کی حیثیت سے ہو اور میرا جنازہ پڑھاتے ہوئے حضور انور فرمائیں کہ وہ جماعت کی خدمت گزار تھی۔

میری زندگی کے تین دور رہے ہیں۔ پہلے میں نے اپنے پیارے مہربان والدین بہنوں اور بھائی کے پیار محبت اور شفقت بھرے سایہ میں وقت گزارا۔ اُنہوں نے ہماری خوب ناز برداریاں کیں ہمیں جینے کا شعور دیا۔ الحمدللہ

پھر شادی کے بعد مہربان شوہر بچے بہت ہی خوشگوار زندگی جنہوں نے مجھے جینے کے گُر سکھائے ، پل پل میرا سہارا بنے۔ ہم نے اپنے بچوں کی شادیاں کیں ۔ اور بھرپور زندگی گزاری۔ الحمدللہ

سامی صاحب کی وفات کے بعد سوچتی تھی کہ آخری زندگی کیسے گزرے گی ۔ میرے بچوں نے میرا بہت خیال رکھا بچوں نے مجھے کبھی اکیلے نہیں چھوڑا تمام پوتے پوتیاں نواسے نوا سیاں سب نے مجھے بہت محبت اور پیار دیا۔۔ الحمدللہ

پھر اللہ نے مجھے ایسے محسنوں سے ملا دیا کہ تنہا نہیں رہی۔ دو کتابوں کی مصنفہ بن گئی۔ بقول بھائی جان باسط صاحب میں حادثاتی لکھاری بن گئی۔ بہت سے مضمون لکھنے کا موقعہ ملا۔ لجنہ کی بہت سی بہنوں کے مضمون کمپوز کرنے کی توفیق ملی، لجنہ ء اماء اللہ کے میگزین کے لئے کام کرتی ہوں ۔ اس طرح الحمد للہ اور بہت سے کام ہیں۔ کام کرتے ہوئے بھول جاتی ہوں کہ میری عمر کیا ہے، دنیا جہاں کے غم بھول کر اپنی تمام جسمانی تکلیفیں بھول کر مگن رہتی ہوں۔ اپنے کام میں مزا لیتی ہوں۔ مضمون پڑھنے کا اور اُن کو کمپوز کرنے کا اسی کام میں مجھے اب سکون ملتا ہے۔

الحمدللہ

امتہ الباری میری بہن نہیں استاد مددگار ہیں۔ ایڈیٹر صاحب نے مجھ پر اعتماد کیا، مجھے بہت کچھ سکھایا۔ الحمدللہ۔ میں جو ایک لفظ بھی نہیں لکھ سکتی تھی اسی کمپیوٹر پر جس کو دیکھ کر میں ڈر جاتی تھی کہ میں کیسے کچھ لکھ سکتی ہوں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اردو، تھوڑی بہت انگلش اور کچھ نہ کچھ عربی بھی لکھ لیتی ہوں۔ اگر آرام سے کام کروں تو تقریباً 1500 اور ضروری ہو تو 2000 ہزار الفاظ ایک دن میں لکھ سکتی ہوں۔ الحمدللہ

محترم مولانا لئیق احمد طاہر صاحب نے قلم پکڑایا اور بہن امتہ لباری ناصر صاحبہ نے قلم چلوایا۔ اور محترم ایڈیٹر صاحب نے اپنے اخبار "الفضل آن لائن" کے لیے کمپوزر بنایا۔ بہت خوش نصیب ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

ایک بار پھر اپنے تمام محسنوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہوں گی۔ جن سب کی بدولت میں آج "الفضل آئن لائن" کا حصہ ہوں ۔ 83 سال کی عمر میں ہوں آپ سب سے دعا کی درخواست کرتی ہوں جب تک جان ہے اللہ مجھے محتاج نہ کرے اور دین کی خدمت لیتا رہے اور انجام بخیر کرے، بخشش فرمائے۔ اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔ اگلے جہان میں بھی مجھے آپ سب کی دعائیں ملتی رہیں۔ آمین

چلتے چلتے ایک بات بتا دیتی ہوں قلم سے آج بھی دستخط غلط کر جاتی ہوں چاہے وہ انگلش میں ہوں چاہے اردو میں دستخط کرنے سے پہلے دو تین بار مشق کرتی ہوں پھر سائن کرتی ہوں۔ چلیں یہ بھی بتا دیتی ہوں کہ اس مضمون کی نوک پلک بھی باری نے ٹھیک کی ہے۔

اسیرانِ راہِ مولیٰ

(ناصرہ افتخار پیر، Sutton)

آج ہاتھ میں قلم تھامے سوچ رہی ہوں یہ ہجرتوں کے سفر انسان کو کتنا بدل دیتے ہیں۔ میرے تصوّر میں بھی نہیں تھا کبھی اپنی آپ بیتی کسی کی کہانی یا کوئی شعر لکھوں۔ آج یہ سب ممکن ہوا ہجرت کی برکت کی بدولت۔۔ خدا تعالیٰ نے مجھ خاکسار کے اندر یہ صفت رکھی ہو گی اور اُس کی منشاء تھی کہ ہجرت کا یہ سفر ہو اور اللہ تعالیٰ کی اس صلاحیت کا اظہار ہو جو اُس خالق نے اس بندۂ خاکسار کو ودیعت کر رکھا ہے۔

کچھ پودے بیج سے لگائے جاتے ہیں پھر ان کی پنیری دوسری جگہ منتقل کی جاتی ہے تو وہ تناور شاخیں بن کر پھل دار درخت بن جاتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ منتقل پنیری کی شکل میں ہوں تا کہ نئی زمین میں جڑیں پکڑ لیں، اُسے اپنالیں اور مکمل درخت بن جائیں۔

ہم ہجرت زدہ لوگوں کی کہانی بھی کچھ ان درختوں اور پنیریوں جیسی ہی ہے۔ جو اپنے بچپن میں ہی پنیری کی شکل میں یہاں نئی زمین میں آبسے، جڑیں پکڑ گئے اور یہیں کے ہو گئے۔ اور کچھ ہم جیسے جو ریٹائرمنٹ کی عمر میں نئی زمین میں بسنے آئے تو اس طرح جڑیں نہ پکڑ سکے۔ ہمارے پاس گذرا وقت تھا اور گذرے وقت کی کہانیاں۔۔۔ یہاں کی تیز رفتاریاں کہاں کسی کو ٹکنے دیتی ہیں کہ کوئی پل بھر کو بھی کوئی کہانی سنے۔

یوں وقت نے میرے جیسے کئی ہوں گے جن کے لئے ایک اور در کھول دیا۔ کاغذ پہ اپنے دل کی بات منتقل کرنے کا دروازہ آپ کو ایک نئی دنیا سے روشناس کرواتا ہے۔ دل کی بات کرنے سے درد میں کمی اور روح میں آشتی آنے لگتی ہے پھر باہر دنیا کچھ بھی ہو، آپ اپنی دنیا خود بنا لیتے ہیں اور اُس میں خوش رہنا سیکھ جاتے ہیں۔

قلم اُٹھایا تھا ایک بہادر ماں کی کہانی آپ کو سنانے کے لئے۔۔ وہ بھی ایک ہجرت کی ماری ماں تھی اللہ تعالیٰ غریقِ رحمت کرے۔ راولپنڈی کی جماعت پہلے ایک چھوٹی جماعت ہوا کرتی تھی۔ ہم بچپن سے بڑے ہونے تک ہر چہرے سے آشنا تھے۔ کوئی نیا چہرہ نظر آتا تو فوراً تجسس ہوتا کہ کوئی تعارف کروائے کہ یہ کب آئے ہیں۔۔ کہاں سے آئے ہیں اور ہم میں سے بھی ہر کوئی اپنے تعارف پیش کرتا کہ ہم آپ کے قریب ترین رہنے والے ہیں، کوئی ضرورت ہو تو ہمیں خدمت کا موقع ضرور دیں۔

یہ ساہیوال واقعہ کے کچھ دیر بعد کی بات ہے کچھ روشن چمکتے نئے چہرے مسجد میں نظر آئے بہت خوبصورت پہناوے اور

بہت پیاری صورتیں! کشمیری لوگ لگتے تھے۔ پوچھنے پر پتہ لگا ان کے بیٹے اسیر ان راہ مولیٰ ہیں اور انہیں ساہیوال سے پنڈی جیل منتقل کیا گیا ہے۔ ایک تو بار بار آنے جانے کے خیال سے اور کچھ اس وجہ سے بھی کہ ساہیوال میں ان کی فیملی کی مخالفت بھی بہت بڑھ گئی تھی، لہٰذا یہ سب پنڈی پرانے شہر میں آ کر آباد ہو گئے۔ مَیں نے گھر آ کر اپنے میاں پیر افتخار الدین صاحب سے ذکر کیا تو پتہ چلا ان کے بیٹے وہی ہیں جن کا ذکر ہم کئی بار گھر میں سُن چکے تھے اور میرے میاں ان کو جیل میں کئی بار ملنے بھی جا چکے تھے۔

اگلی مرتبہ میں نے آگے بڑھ کر اپنے میاں کے حوالے سے تعارف کروایا تو اماں جی، حاذق صاحب کی والدہ، بہت خوش ہوئیں اور بہت پیار سے ملیں۔ پھر اپنی بیٹی اور بہو کا بھی تعارف کروایا۔ ان کی بہو ماشاءاللہ ایک حسین عورت تھیں اور عادت میں اُس سے بھی پیاری۔۔ دل سے بے اختیار دعا نکلی یا الٰہی اسے ایسے ہی رکھنا جب تک ان کا اسیر شوہر بخیریت واپس گھر نہ آجائے۔ بہت کڑا وقت تھا، جیل کی سختیاں تھیں۔ اکثر میرے میاں ان سختیوں کا ذکر کیا کرتے تھے سو ہمیں اندازہ تھا۔

یہ سنار خاندان تھا۔ ہماری طرح یہ خواتین ہمہ وقت برقع پہن کر نہ بیٹھتیں تھیں بلکہ ہر جمعہ پر ہال کے اندر آنے کے بعد برقع نفاست سے اتار کر رکھ لیا جاتا تھا اور مجھے یوں لگتا تھا کہ ہر جمعہ پر ایک نیا جوڑا عید کی طرح اہتمام سے تیار کر کے پہنا جاتا تھا۔ مجھے بہت پیارا لگتا تھا اُن کا یہ انداز، نہائے دھوئے، خوبصورت ڈریسز میں جمعہ پر آنا۔ یہ خواتین کبھی پریشان نہیں لگتی تھیں۔ میرا بڑا جی چاہتا تھا اماں جی سے یہ سب پوچھوں کہ کیسے آپ اتنی بہادری سے یہ سب کر لیتی ہیں۔ وہ اپنی دونوں بیٹیوں سے بہت پیار کرتیں تھیں ہر لمحہ ان کی فکر کرتی، خیال رکھتی نظر آتیں تھیں۔

میری ان سے بہت دوستی ہو گئی۔ اماں جی نے بتایا حاذق میرا بہت پیارا بیٹا ہے۔ اسیری نے جو رنگ اُس کو بخشا ہے وہ رنگ پہلے ہمیں کبھی اس میں اس طرح نظر نہ آیا تھا۔ جیل میں ان کے خدا تعالیٰ پہ توکل کے جو واقعات سننے میں آتے تھے اس پر بھی اماں جی نے کہا کہ یہ سب بلندیٔ ایمان اسیری کی ہی بدولت انہیں عطا ہوئی۔ نمازوں میں پہلے کبھی بے قاعدگی بھی ہو جاتی تھی لیکن اب تو نفلی نمازوں اور دعاؤں کا بھی جو رنگ تھا وہ خدا تعالیٰ کی کسی خاص منشاء کی عطا تھا۔ جیل میں حاذق صاحب کو بے حد تبلیغ کے مواقع ملے۔ ان کا حسنِ سیرت اور حسنِ عمل خود اس بات پہ لوگوں کو مجبور کرتا کہ سوال کریں کہ آخر یہ کیسے کافر ہیں جو گھنٹوں سجدوں سے سر نہیں اٹھاتے بڑے سے بڑے مصائب پہ بھی الحمدللہ کہتے ہیں۔ جیل خانے کے عملے سے لے کر ساتھ رہنے والا ہر فرد ان کے عمل پہ اُن کا گواہ بن جاتا ہے کہ یہ شخص کیسے کافر و ملحد ہو سکتا ہے۔

مَیں نے مسجد میں ان خواتین کے پہناوے کا ذکر بھی اسی لئے کیا کہ اماں جی کہتی تھیں کہ 'میں کیوں اُداس رہوں؟ کیوں جدائی میں روؤں؟ کہ میرا بیٹا تو خدا کی خاطر جیل کاٹ رہا ہے جو کہ میرے لئے قابل فخر ہے قابل شرمندگی نہیں'۔ وہ اچھی طرح تیار ہو کر بہت وقار کے ساتھ اپنے بیٹے کو ملنے جیل جاتیں اور اپنی بہو بیٹیوں کو بھی یہی تلقین کرتیں کہ حاذق خدا کی خاطر جہاد کر رہا ہے سو یہ ہمارے لئے قابل فخر ہے۔ چوروں، ڈاکوؤں اور نہ جانے کن کن برے کاموں کی وجہ سے جیل میں جانے والے لوگوں

کے بیچ میں ایک میرا بیٹا ہے جو کلمہ طیبہ پڑھنے کی وجہ سے جیل میں ہے۔ محلے والے حیرت زدہ ہو کر اماں جی کو دیکھتے۔۔ جس طرح بن سنور کر وہ بیٹے کو ملنے جیل جایا کرتی تھیں وہی اہتمام وہ گھر میں بہو کے لئے بھی کرتیں۔ خدا تعالیٰ نے جیل میں ان کی دعاؤں کو بہت سنا جس میں سے ایک یہ بھی تھی کہ حاذق صاحب کی دو یا شاید تین بیٹیاں تھیں بیٹا نہیں تھا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں جیل میں ہی آئندہ ملنے والے بیٹے کی خوشخبری بھی دی اور جیل سے رہائی کے بعد خدا نے انہیں اس نعمت سے بھی نوازا۔ پتہ نہیں میرے جیسے کتنوں کی دعائیں تھیں کہ حاذق صاحب جیل سے رہا ہوئے۔ اور الحمدللہ ان کی بیگم کو تب دیکھا تو وہ اس وقت بھی ویسی ہی پیاری تھیں جیسا کہ میں نے پہلی بار ان کو مسجد میں دیکھا تھا۔ پھر وہ لوگ کینیڈا چلے گئے۔ اماں جی نے بچوں کے جانے کے بعد کچھ وقت اکیلے بھی گزارا جو ظاہر ہے بہت مشکل تھا۔

اماں جی کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توکل مثالی تھا کہ وہ گھرانہ مشکل وقت کو بھی بہت بہادری سے گزارتا تھا۔ اماں جی نے ایک اپنا ساہیوال کا واقعہ بھی سنایا تھا کہ مولویوں نے اُن کے گھر میں گھیراؤ اور حملہ کا ارادہ کیا تو بچے اور بڑے گھر نہ تھے۔ آپ سناتی ہیں کہ میں اوپر چھت پر چلی گئی آگ جلائی اور ایک بڑے دیگچے میں پانی بھر کر ابلنے رکھ دیا اُس میں مرچیں ڈالیں اور جلوس کا انتظار کرنے لگیں۔ سوچا تھا اگر کسی نے دیواروں پہ چڑھنے یا گھر کے اندر آنے کی کوشش کی تو مرچوں سے بنے گرم پانی کا نسخہ آزماؤں گی، پر کسی کو اپنے گھر کے اندر نہیں گھسنے دوں گی۔

یہ وہ بہادر خاتون تھی جس کو مردوں کی طرح بہادر بن کر اپنے خاندان کے لیے نڈر ہو کر لڑتے دیکھا گیا۔ ہر چند دن بعد جیل میں ملنے جانا اور ہر بار ہزار ہا سوالوں کا جواب دینا، اُس جاہلانہ معاشرہ میں یہ سب آسان نہ تھا۔ پھر بہو بچوں کو بھی توکل پر قائم رکھنا، نماز جمعہ پر باقاعدگی سے لانا، کوئی گلہ شکوہ نہ خدا سے نہ بندوں سے۔ خدا سے ہی آس تھی اور یقین بھی پختہ تھا کہ مارنے والے سے بچانے والا بڑا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک اور واقعہ یاد آیا۔ میری بڑی بیٹی کو ان دنوں کالج والوں نے ٹرپ کے طور پر جیل کا وزٹ کروانے لے کر جانا تھا۔ جب واپسی ہونے لگی تو میری بیٹی صدف نے اپنی ٹیچر سے درخواست کی کہ مجھے اپنے ایک قیدی انکل ہیں ان سے ملنا ہے۔ ساتھ کی بچیوں نے اس بات پر بہت باتیں بنائیں کہ اس کے انکل قید ہیں اور کتنے فخر سے اُن سے ملنے کا کہہ رہی ہے۔ ہیڈ ٹیچر نے جیل کے وارڈن سے بات کی اور حاذق صاحب سے ملاقات کروائی گئی پھر اس نے بتایا کہ ان کو کس لئے قید کیا گیا ہے۔ وہاں جیل کے عملہ اور ساتھی قیدیوں نے بھی ان کی دعاؤں، نمازوں کی بہت تعریفیں اور واقعات بیان کئے اور یہ ملاقات تبلیغ کا بہت اچھا ذریعہ بنی۔ الحمدللہ

آخر میں مَیں اسیران راہ مولیٰ کی سب ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کو سلام پیش کرتی ہوں جہاں وہ خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کو اور اس کی محبت کو دیکھتے ہیں وہاں یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ بے انتہا قربانیوں اور صبر کے بعد ہی یہ نعمتیں میسر آتی ہیں۔ وہ سب خاص خدا کے خاص بندے ہوتے ہیں جن کو خدا اپنی غیر معمولی آزمائشوں اور امتحانوں کے لئے چنتا ہے۔

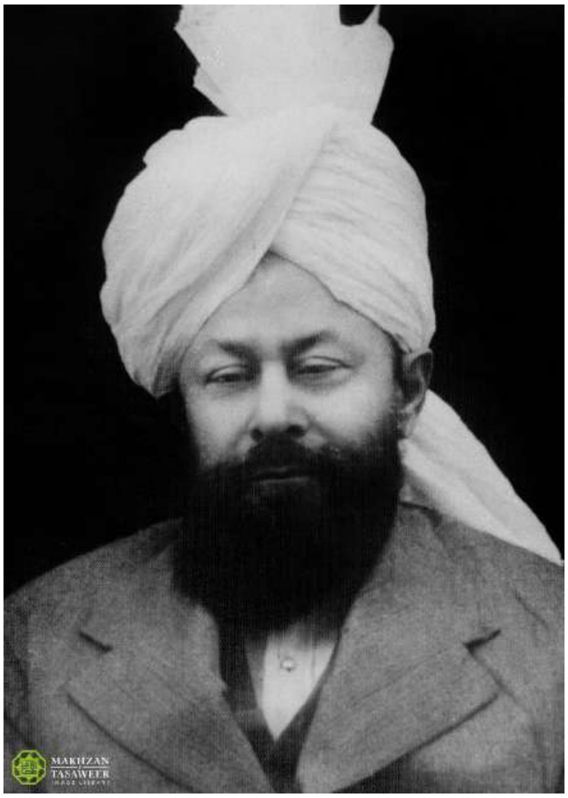

احمدی مستورات کا عظیم الشان کارنامہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 جولائی 1923ء)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورؓ انور نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت جب چاہتی ہے تو ادنیٰ سے ادنیٰ اور کمزور سے کمزور لوگوں سے بھی وہ کام کرا لیتی ہے جو دنیا کے بڑے زبر دست سے زبردست اور طاقتور سے طاقتور لوگوں سے بھی نہیں ہو سکتے۔ دیکھو بڑے بڑے بادشاہوں نے چاہا کہ دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کریں۔ سکندر اعظم اسی نیت اور اسی ارادہ کو لیکر نکلا تھا مگر اپنے ارادہ کو تکمیل تک پہنچائے بغیر مر گیا۔ اس زمانہ میں بھی بڑی بڑی حکومتیں چاہتی رہی ہیں اور چاہتی ہیں کہ ساری دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کریں مگر ان کی تمام کوششیں بے کار ثابت ہوئی ہیں۔ لیکن دیکھو جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کر دے تو اس نے ایک نہایت کمزور اور ضعیف انسان سے جس کے پاس نہ کوئی سامان تھا نہ دولت نہ طاقت تھی نہ قوت سب کو جمع کر دیا۔ رسول کریم ﷺ کو خدا تعالیٰ کے حضور جو درجہ حاصل تھا۔ اور آپ ﷺ کو جو قرب الٰہی میسر تھا اس کے باعث دنیا کے سارے ہی وجودوں سے آپ ﷺ بڑے تھے۔ لیکن اگر دنیاوی لحاظ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبوت سے پہلے کوئی خصوصیت حاصل نہ تھی۔ آپ ﷺ کا جو بھی درجہ تھا۔ وہ آپ ﷺ کو خدا کے حضور حاصل تھا۔ ورنہ اپنے شہر میں نہ آپ ﷺ کے پاس دولت تھی نہ مال تھا نہ اسباب تھا نہ جتھا تھا نہ طاقت تھی حتیٰ کہ جب آپ ﷺ نے نکاح کیا تو معمولی گزارہ کے لئے بھی آپ ﷺ کے پاس مال نہ تھا بلکہ اپنی بیوی جس کو رسول کریم ﷺ کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا اور سب سے پہلے ایمان لانے کا درجہ نصیب ہوا۔ اس نے اپنا سارا مال آپ ﷺ کے سپرد کر دیا۔ ورنہ رسول کریم ﷺ خود محنت کر کے گزارہ کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ جن سے آپ ﷺ کی شادی ہوئی۔ آپؐ کا مال لیکر آپ ﷺ تجارت کے لئے گئے۔ اور اس کے نفع سے گزارہ کرتے تھے۔ نہ آپ ﷺ زمیندار تھے۔ اور زمینداری تو مکہ میں ہوتی ہی نہیں۔ نہ آپ ﷺ کے پاس گھوڑے یا اونٹوں کے گلے تھے۔ بے شک آپ ﷺ کو لوگ صادق کہتے تھے۔ مگر صادق کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ

کے پاس مال بھی تھا بے شک آپ ﷺ کو لوگ امین کہتے تھے۔ مگر اس کے معنے تو یہ ہیں کہ آپ ﷺ دوسروں کے مال کی حفاظت کرتے تھے نہ کہ آپ ﷺ کے پاس بھی مال تھا۔ بے شک آپ کو لوگ نیک کہتے تھے مگر اس کے یہ معنی تو نہیں کہ لوگ آپ ﷺ کی اطاعت بھی کریں چنانچہ جب آپ ﷺ کو خدا نے کہا کہ اٹھ اور ان لوگوں کو ڈرا تو وہی لوگ جو آپ ﷺ کو نیک کہتے تھے آپ ﷺ کے مخالف ہو گئے۔ یہ تو دنیاوی لحاظ سے آپ ﷺ کے پاس کچھ بھی نہ تھا اور ظاہری سامان جن سے دنیا میں رتبہ اور درجہ حاصل ہوتا ہے وہ آپ ﷺ کے پاس نہ تھے مگر جب خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس وادی غیر ذی زرع سے ایک ایسا انسان اٹھاؤں جو دنیا کو ایک خدا کی طرف کھینچ لائے اور ایک مرکز پر جمع کر دے تو کوئی روک نہ سکا۔ آپ ﷺ کا وجود گویا ایک بیج تھا جو بڑھتے بڑھتے ایک بڑا درخت بن گیا اور آپ ﷺ ہی دنیا کے بادشاہ نہ بن گئے بلکہ آپ ﷺ کے غلام بھی بادشاہ ہو گئے۔ حضرت ابو بکرؓ کے متعلق آتا ہے جب رسول کریم ﷺ و سلم فوت ہوئے اور حضرت ابو بکرؓ کے والد کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے پوچھا اب کیا انتظام ہو گا۔ ان کو بتایا گیا ابو بکرؓ خلیفہ ہو گیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا۔ کونسا ابو بکرؓ۔ جب کہا گیا آپ کا بیٹا تو انہوں نے کہا۔ کیا ابو قحافہ کا بیٹا۔ گویا ان کے خیال میں یہ بات آ ہی نہیں سکتی تھی کہ ان کا بیٹا بھی خلیفہ ہو سکتا ہے۔ حالانکہ جب حضرت ابو بکرؓ کا نام لیا گیا تو قدرتی طور پر انہیں اپنے بیٹے کا خیال آنا چاہئیے تھا۔ مثلاً اگر عبد اللہ نام کا بادشاہ ہو اور اسی نام کا ایک شخص کا بیٹا ہو تو جب اسے کہا جائے عبد اللہ آ گیا۔ تو وہ یہ نہیں خیال کرے گا کہ بادشاہ آ گیا بلکہ یہی سمجھے گا کہ اس کا بیٹا آ گیا۔ پس قدرتی طور پر انہیں اپنے بیٹے کے متعلق خیال آنا چاہیے تھا۔ مگر انہوں نے پوچھا کون ابو بکر۔ وہ بہت بعد میں اسلام لائے تھے۔ جب انہیں بتایا گیا کہ آپ کا بیٹا تو انہوں نے کہا کہ مجھے آج ہی پتہ لگا ہے کہ محمد ﷺ کا ایسا اثر ہے کہ ابو قحافہ کے بیٹے کو عربوں نے سردار مان لیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ جس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کا کوئی جتھا نہ تھا اور سیاسی طور پر کمزور تھا۔ یوں تو لوگ انہیں نیک سمجھتے تھے۔ وہ ان کے لڑائی جھگڑوں میں صلح صفائی کرا دیا کرتے تھے۔ مگر چونکہ ان کا جتھا نہ تھا۔ اس لئے سرداری کے قابل نہ سمجھے جاتے تھے۔ مگر آپؓ کو یہ رتبہ حاصل ہو گیا تو حضرت رسول کریم ﷺ کے طفیل ایسے خاندان جو بہت ہی کمزور تھے ان کو بھی حکومت حاصل ہو گئی۔ پس خدا تعالیٰ کا جب منشاء ہوتا ہے تو وہ کمزوروں کو بڑھا دیتا اور ان کے ذریعے ایسے ایسے عظیم الشان کام کراتا ہے کہ دنیاوی لحاظ سے بڑا درجہ رکھنے والے لوگ بھی نہیں کر سکتے۔ اور نبیوں کے آنے کی غرض یہ بھی ہوتی ہیں کہ کمزور کو بڑھا کر بڑا بنائیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے متعلق آتا ہے.

ونرید ان نمنّ علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین

(القصص:6)

فرعون کو اپنی بڑائی اور سازو سامان پر گھمنڈ تھا۔ اور اس کا منشاء تھا کہ خدا بن جاؤں۔ ادھر ہمارا منشا یہ تھا کہ وہ لوگ جو فرعون کی نظر میں نہایت ہی ذلیل اور کمزور تھے ان کو حاکم بنا دیں۔ پھر کیا ہوا۔ یہی کہ جو کمزور اور ضعیف تھے وہ غالب آ گئے اور وہ فرعون جو زبردست اور بڑا بنا ہوا تھا۔ ذلیل خوار ہو کر مر گیا۔

پس جب اللہ تعالیٰ کمزوروں اور ضعیفوں کو بلند کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو پھر کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ غریبوں کو لیتا اور ان کو بڑھاتا ہے اور یہ ثبوت ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ دیکھو اگر امتیں قائم کرنے والے نبی بادشاہ ہوتے تو لوگ کہتے اپنی حکومت کے زور سے انہوں نے لوگوں کو اپنا پیرو بنا لیا۔ مگر امتیں قائم کرنے والے سارے نبی ایسے ہی ہوئے ہیں جن کی ابتدائی حالت بہت کمزور تھی۔ حضرت موسیٰؑ، فرعون کی روٹیاں کھا کر پلے۔ حضرت عیسی علیہ السلام کا کوئی باپ نہ تھا۔ مگر یوسف نجار کے بیٹے کہلائے۔ رسول کریم ﷺ یتیم رہ گئے تھے اور آپ ﷺ کی کوئی جائیداد نہ تھی۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ ہوئے ہیں۔ آپؑ بھی

دنیاوی لحاظ سے کوئی وجہ امتیاز نہ رکھتے تھے۔ بعض انبیاء بادشاہ ہوئے ہیں۔ جیسے حضرت سلیمانؑ مگر ان سے کسی سلسلہ کی بنیاد نہیں چلی۔ اور وہ حضرت داؤدؑ کے سلسلہ کی عظمت کے زمانہ میں ہوئے۔ اس سلسلہ کے تنزل کے وقت نہیں ہوئے۔ تنزل کے وقت وہی ہوئے جو کمزور اور ضعیف تھے۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ایک جماعت قائم کی ہے اور اس سے بھی وہ کام لے رہا ہے جو آج تک بڑے بڑے بادشاہ بھی نہیں کر سکے۔

تھوڑا عرصہ ہوا میں نے اسی مسجد میں کھڑے ہو کر اپنا منشاء ظاہر کیا تھا کہ برلن میں مسجد تعمیر کی جائے۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ گو ہماری جماعت پہلے ہی کمزور ہے اور اخراجات کا بہت بوجھ اٹھائے ہوئے ہے مگر اس کا بھی جو کمزور حصہ ہے اس کے سرمائے سے مسجد بنے۔ گویا دنیا میں سب سے زیادہ کمزور جماعت جو ہے اس کا بھی کمزور حصہ (یعنی مستورات جو اس لحاظ سے بھی کمزور ہیں کہ ان کی کوئی علیحدہ کمائی نہیں ہوتی اور اس لحاظ سے بھی کہ مردوں جتنا علم نہیں ہوتا) یہ اس کام کو کرے تا کہ یہ ایک زبردست نشان ہو۔

جب میں نے عورتوں میں یہ تحریک کی تو ہماری جماعت کے بعض لوگ بھی سمجھے کہ اتنا روپیہ نہ جمع ہو سکے گا۔ پہلے میں نے تیس ہزار کا اندازہ لگایا تھا لیکن تحریک کرنے کے وقت پچاس ہزار کر دیا جسے ہماری جماعت کے لوگوں نے بھی بہت بڑی رقم سمجھا۔ اور جب یہ رقم 20 ہزار کے قریب وصول ہو چکی تو غیر اخباروں نے حیرت اور استعجاب کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ اور لکھا کہ احمدی عورتوں نے اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے۔ پھر ابھی وہ مدت مقررہ گزری نہ تھی جو اس چندہ کی فراہمی کے لئے مقرر کی گئی تھی کہ مطلوبہ رقم سے زیادہ روپیہ یعنی 60 ہزار جمع ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے ایک اور اعلان کیا جس میں لکھا کہ روپیہ کی ابھی اور ضرورت ہے اب اگر وعدے وغیرہ بھی ملا لیے جائیں تو ستر ہزار کے قریب چندہ ہو گیا ہے۔

یہ اس جماعت کے کمزور حصہ کا کارنامہ ہے جو اس وقت دنیا میں سب سے کمزور ہے ہماری جماعت کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں کیا ہے کچھ بھی نہیں۔ لیکن اگر عام مسلمانوں میں بھی اعلان کیا جاتا کہ ان کی عورتیں تین ماہ کے عرصہ میں اس قدر چندہ دیں تو اگرچہ ان میں کروڑ پتی اور لاکھ پتی بھی ہیں نواب اور راجے بھی ہیں۔ تو بھی اس آسانی سے اتنا چندہ جمع نہ ہو سکتا تھا۔ ان کے بڑے بڑے لیڈر سردار خان بہادر وغیرہ با ہر دورے کریں گے اور شہر شہر پھریں گے تب جا کر چندہ جمع ہو گا۔ مگر یہاں نہ میں باہر نکلا نہ کوئی ہمارا وفد چندہ جمع کرنے کے لئے گیا۔ صرف اخباروں میں اعلان کیا گیا اور ہماری جماعت کی عورتوں نے مقررہ مدت میں چندہ جمع کر دیا۔ اس سے خدا تعالیٰ نے ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کمزور جماعتوں کو لیکر ان سے جو کام لیتا ہے وہ بڑے بڑے لوگ بھی نہیں کر سکتے۔ کجا ہندوستان پھر کجا احمدی جماعت اور پھر کجا انکی بھی عورتیں کہ ان کے سرمایہ سے برلن میں مسجد تیار ہو۔ یہ مسلمان بادشاہوں کے لئے عبرت اور غیرت کا مقام ہے۔ اور انہیں کہا جا سکتا ہے کہ تمہارے پاس مال تھے۔ تمہارے پاس ملک تھے۔ تمہارے پاس سامان تھے۔ مگر تم عیش و عشرت میں پڑے رہے اور اپنے اموال کو اپنے نفسوں پر خرچ کرتے رہے مگر اس کمزور جماعت کے کمزور حصہ نے جسے تم کافر کہتے ہو اس کی عورتوں نے کفر گڑھ میں مسجد بنانا شروع کر دی۔ میں تو اس بات کو نہیں مانتا لیکن کہتے ہیں قارون کا خزانہ زمین میں دفن ہے۔ یہ مثال کے لئے عمدہ بات ہے ہم خزانہ رکھنے والوں کو کہہ سکتے ہیں کہ تمہارے خزانے تو زمین کے نیچے دفن ہیں یا تمہارے نفسوں پر خرچ ہوئے مگر دیکھو ایک غریب جماعت کی عورتوں نے کس طرح خدا تعالیٰ کے لئے اپنا مال خرچ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ہم مسلمان بادشاہوں کا کیوں ساتھ نہ دیں۔ میں کہتا ہوں ان کی بادشاہت اور ان کے خزانوں سے اسلام کو کیا فائدہ پہنچا۔ ان کا خزانہ تو قارون کے خزانہ کی طرح بند ہی رہا۔ اصل خزانہ احمدی جماعت کا ہی خزانہ ہے جو خدا کے دین کے لئے خرچ ہو رہا ہے۔ وہ لوگ جو امیر ہیں دراصل غریب ہیں کہ اسلام کے لئے ان کے اموال خرچ نہیں ہوتے اور ہماری جماعت جو غریب ہے حقیقت میں یہی امیر ہے کہ اس کا مال دنیا کے فائدہ کے لئے خرچ ہو رہا ہے۔

پس یہ کس قدر شکر کا مقام ہے کہ ایک قلیل عرصہ میں قلیل جماعت کی قلیل تعداد اور کمزور حصہ نے مطلوبہ سرمایہ سے بھی زیادہ جمع کر دیا۔ اور مسجد بننے کا کام شروع ہو گیا۔ آج میں نے اس بات کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ میں نے لکھا تھا جب مسجد کی بنیاد رکھنے کا کام شروع ہو تو یہاں تار دیں تا کہ جماعت دعا کرے۔ آج تار آگئی ہے جس میں لکھا ہے کہ آج کے دن 9 بجے بنیادیں کھدنی شروع ہو جائیں گی۔ چونکہ وہاں یہاں کی نسبت بعد میں سورج طلوع ہوتا ہے اس لئے وہاں کے 9 بجے کے یہ معنے ہیں کہ اس وقت جو جمعہ کی نماز کا وقت ہے وہاں 9 بجیں گے۔ اور گویا اس وقت وہاں بنیادیں کھودی جا رہی ہوں گی۔ چونکہ یہ خصوصیت سے قبولیت دعا کا وقت ہے اس لئے میں جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ دعا کریں خدا تعالیٰ اس کام کو بابرکت کرے اور جس طرح عیسائیت ان ممالک میں پھیلی اس سے بڑھ کر اسلام پھیلے اور جس طرح ہم نے وہاں مسجد بننے کی خوشخبری سن لی ہے اسی طرح اسلام کی ترقی اور عظمت کا نظارہ بھی اپنی زندگی میں دیکھ لیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ کام ہو کر رہے گا اور ضرور ہو گا مگر جو شخص کسی کام کے کرنے میں حصہ لیتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی تکمیل کو بھی دیکھے۔ ہم نے اس کام میں حصہ لیا اور ہماری بھی خواہش ہے کہ ہم اپنی زندگی میں وہاں توحید کی پرستش ہوتی دیکھیں اور سب لوگ ایک خدا کی عبادت کرتے نظر آئیں۔ یہ کام ہو گا مگر ہماری خواہش ہے کہ ہمیں بھی اس کو دیکھنے کا موقع نصیب ہو۔ اسی طرح 5 اگست کے متعلق بھی اعلان ہو گا اور اس دن جس وقت بنیاد رکھی جائے گی وہ یہاں کے لحاظ سے عشاء کے قریب کا وقت ہو گا۔ میں دوسرے خطبہ کے بعد کھڑا ہو کر دعا کروں گا جماعت بھی دعا میں شامل ہو۔

دوسرا عربی خطبہ پڑھنے کے بعد فرمایا۔ یہ آخری فقرہ

اذکروا اللہ یذکرکم

کہ تم خدا کو یاد کرو۔ خدا تم کو یاد کرے گا۔ اس میں بھی اسی بات کا ذکر ہے دیکھو عزت اور شرف کیا ہے۔ یہی کہ حکومت یاد کرے۔ انسان بادشاہ کا مقرب ہو جائے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اذکروا اللہ یذکرکم تم خدا کو یاد کرو تو خدا کے مقرب ہو جاؤ گے۔ اور خدا کے ذکر کی سب سے اعلیٰ جگہ مسجد ہے گویا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کے ذکر کے سامان مہیا کرو۔ تمہارا ذکر بھی بلند ہو جائے گا۔ پس اگر دنیا میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت قائم ہو جائے اور لوگ صرف خدا ہی کے آگے سجدہ کریں تو سمجھو ہم بھی کامیاب ہو گئے اور ہمیں اس روحانی جنگ میں فتح حاصل ہو گئی۔ ورنہ کئی قومیں لڑیں اور تباہ ہو گئیں۔ اب ان کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ پس خدا تعالیٰ کے ذکر سے ہی ہماری یاد قائم رہ سکتی ہے۔ یوں تو شریروں کی یاد بھی قائم رہتی ہے لیکن کیا ان کا نام کوئی عزت اور توقیر سے لیتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اصل یاد خدا تعالیٰ کے ذکر سے ہی قائم رہتی ہے۔ اور پھر کوئی اسے مٹا نہیں سکتا۔ پس جو نیک کام کرتے ہیں انہی کی یاد قائم رہتی ہے۔ اب میں دعا کرتا ہوں۔ عورتیں بھی دعا میں شامل ہوں۔

(الفضل 13 اگست 1923ء)

حوالہ جات

1- طبقات ابن سعد جزو اول ص 111

2- سیرت ابن ہشام جزو اول ص 197

3- تاریخ الخلفاء کانپوری ص 53

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا

منظوم کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ

برائے حامد احمد خان سلمہ

"محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے"

کوئی "ہمسر نہیں جس کا نہ ثانی"
پتہ "اس" یار کا اس نے دیا ہے

ودیعت کر کے انعام محبت
محبت سے جو اپنی کھینچتا ہے

کوئی اس کو نہ جب تک آپ چھوڑے
کسی کو خود نہیں وہ چھوڑتا ہے

نہ کیوں سو جاں سے دل اس پر فدا ہو
کہ وہ محبوب ہی جانِ وفا ہے

وہ سچا اور سچے عہد والا
جو منہ سے کہہ چکا وہ کر رہا ہے

نبھا دی اس نے جس سے دوستی کی
پھرا ہے جب بھی بندہ ہی پھرا ہے

گنہگاروں پہ وہ "پیاروں" کی خاطر
کرم کیا کیا نہیں فرما رہا ہے

دھلے جاتے ہیں دھبے دامنوں کے
برابر رحمتیں برسا رہا ہے

نہیں کچھ اس کے احسانوں کا بدلہ
کسی نے جان بھی دے دی تو کیا ہے

بڑا بدبخت ہے ظالم ہے بندہ
جو اس سے عہد کر کے توڑتا ہے

ذرا آگے بڑھے اور ہم نے دیکھا
وہ خود ملنے کو بڑھتا آ رہا ہے

محمد ﷺ کا خدا ہے پیار والا
محمد ﷺ کا جہاں میں بول بالا

"الفضل" 8 اگست 1945ء
(درعدن)

اسلامی پردہ

آر-ایس- بھٹی

اگر آپ ایک خاتون ہیں اور سکارف لیتی ہیں اور کسی مغربی ملک میں رہتی ہیں تو آپ کو کبھی نہ کبھی اپنے سکارف / نقاب / حجاب کے بارے میں سوالات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ پچھلے چند سالوں میں مغربی ممالک میں مسلمان خواتین کے حجاب کو خاص طور پر ہدف بنایا گیا ہے ۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ صرف مسلمان خواتین کا سر ڈھانپنا ہی زیر بحث آتا ہے کیونکہ اگر مسئلہ صرف سر ڈھانپنا ہو تو سر تو عیسائی راہبائیں بھی ڈھانپتی ہیں لیکن ان کے سر ڈھانپنے پر کبھی سوال نہیں اٹھا۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اسلامی پردے سے سیکیورٹی خطرات ہو سکتے ہیں اور دہشتگردی کی ممکنہ روک تھام کے لئے یہ اقدام اٹھایا جانا ضروری ہے۔

کیا واقعی حجاب سے سیکیورٹی خطرات ہیں؟ کیا واقعی کبھی کوئی نقاب پوش خاتون کسی مغربی ملک میں اپنے پردے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دہشت گرد کاروائی کا حصہ بنی؟

اگر ہم اس بارے میں تحقیق کریں تو ہمیں مغربی دنیا میں ایسا کوئی واقعہ ماضی قریب میں نہیں ملتا، جس کی وجہ سے ان ممالک میں خاص طور پر حجاب کو نشانہ بنایا گیا۔ ان ممالک میں فرانس سرفہرست ہے اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہاں 5 ملین مسلمان آباد ہیں ۔ یہ کہنا کسی بھی طرح درست نہیں کہ چہرے کو چھپانے سے سیکیورٹی خطرات ہیں کیونکہ ہم نے دیکھا کہ کرونا وائرس کی وبا کے دوران خواتین ہی نہیں بلکہ مردوں نے بھی چہرے چھپا رکھے تھے مگر جرائم کی شرح میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی۔ بہت سے علاقے جو دہشت گردی کی لپیٹ میں تھے وہاں بھی کافی حد تک سکون رہا اور کسی نے بھی چہرہ چھپانے کا کوئی منفی اثر معاشرے پر ہوتا نہیں دیکھا۔ بلکہ بعض لوگ تو اس نئے تجربے سے بہت محظوظ ہوئے۔

کیمبرج یونیورسٹی نے کووڈ کی وجہ سے جرائم کی شرح پر پڑنے والے اثرات کا جائزہ لینے کے لئے دنیا کے تیئس ممالک کے ستائیس شہروں میں ایک ریسرچ کی۔ یہ 23 ممالک یورپ، امریکا، ایشیا اور مشرق وسطی سے ہیں اس تحقیق کے مطابق کووڈ وبا کے دوران جرائم کی شرح میں خاطر خواہ کمی رہی۔ اور عمومی طور پر ان تمام شہروں میں 37 فیصد تک پولیس کے ریکارڈ میں آنے والے جرائم میں کمی ہوئی۔ جس میں جسمانی تشدد میں 35 فیصد، چوری ڈکیتی میں 46 فیصد اور جیب تراشنے کے واقعات میں 47 فیصد تک کمی ہوئی۔

اس تمام تمہید سے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اسلامی پردہ کا جرائم کے ساتھ کبھی بھی براہ راست تعلق نہیں رہا اور ویسے بھی جہاں تک جرائم کی شرح کا تعلق ہے مردوں میں جرائم کرنے کی شرح خواتین کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے جبکہ مرد تو پردہ کرتے ہی نہیں ہیں۔

پھر اگر ہم جائزہ لیں تو یہ بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ مغربی ممالک میں بسنے والی مسلمان خواتین کی اکثریت محض سر ڈھانپتی ہیں اور چہرہ کھلا رکھتی ہیں اور ایسی صورت میں تو یہ سیکیورٹی خطرات والی بات بالکل بے کار ہو جاتی ہے کیونکہ ان ممالک میں سر کو تو لوگ موسم کی شدت کی وجہ سے بھی ڈھانپتے

ہیں۔

ایک اور وجہ جو حجاب پر پابندی لگانے کی بتائی جاتی ہے وہ یہ کہ مرد و خواتین کو ایک ہی طرح کا نظر آنا چاہیئے اس سے معاشرے میں مساوات اور مماثلت نظر آتی ہے۔ یہ تو ایسی خواہش ہے کہ کوئی بھی عقلمند انسان اس خواہش پر اپنا سر پکڑ کے بیٹھ جائے۔ کیا اگر مسلمان خواتین حجاب اتار دیں تو مرد اور خواتین ایک ہی طرح کے دکھائی دینے لگیں گے؟ کیا مرد سکرٹ پہننا اور میک اپ کرنا شروع کر دیں گے؟ اور کیا کوئی خاتون یہ پسند کرے گی کہ وہ مردوں کی طرح دکھائی دے؟

یقیناً نہیں۔

اس لیے یہ تمام جواز حجاب کے خلاف محض ایک پروپیگنڈا کے سوا اور کچھ نہیں۔ جس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حجاب یا پردہ ہمیشہ سے انسانوں کے مہذب معاشروں کا حصہ رہا ہے اور عزت اور تکریم کی خاطر استعمال ہوا ہے آج تک شاہی خاندان میں بھی شادی بیاہ کے موقع پر دلہن اپنے چہرے پر ایک جالی ڈالتی ہے جو کہ پردے کی ہی تبدیل شدہ شکل ہے۔

مذاہب کی تاریخ میں پردے کا تصور ہمیشہ ہی سے موجود رہا ہے اور اسلام نے یہ تصور پہلی مرتبہ پیش نہیں کیا ۔حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت ابتدائی مذہبی تعلیم ہے ان کی تعلیمات کے چند نکات جو قرآن میں بیان ہوئے ہیں وہ کچھ یوں ہیں

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى

تیرے لئے مقدر ہے کہ نہ تُو اس میں بھوکا رہے اور نہ ننگا

(سورہ طٰہٰ، آیت 119، ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

گویا کہ خدا تعالی کی طرف سے جو پہلی تعلیم انسان کو دی گئی اس میں جسم کو ڈھانپنے کی ہدایت تھی۔ اس سے پہلے انسانوں میں لباس کا تصور بھی غالباً نہیں تھا اور جیسا کہ انسانی دستور ہے کہ جب بھی کوئی نبی تعلیم لے کر آیا آغاز میں لوگوں کی اکثریت کی طرف سے اس کی مخالفت کی جاتی رہی۔ اور پھر رفتہ رفتہ انسان اسی تعلیم کی خوبصورتی اور ضرورت کا قائل ہوتا گیا۔ موجودہ دور میں انسانوں نے بڑی تیزی کے ساتھ انبیاء کی مخالفت اور مذہب کی ضرورت سے انکار کا رویہ اختیار کیا ہے اور ان کی تعلیمات کو فرسودہ قرار دے کر جدت پسندی کے نام پر نئے اصول و ضوابط وضع کیے اور اخلاقیات کے بھی نئے پیمانے متعارف کروانے شروع کر دیئے ہیں اور شاید اسی لیے اس پہلی شرعی تعلیم کے "غیر ضروری ہونا" ثابت کرنے کے لیے لباس کی ضرورت کے بھی انکاری ہیں۔

لیکن مسئلہ اُس وقت شدید صورت اختیار کر جاتا ہے جب ایک انسان اپنی سوچ کو دوسرے پر مُسلّط کرنے کی کوشش کرے۔ کوئی شخص اگر لباس یا مناسب لباس کو غیر ضروری سمجھے، تو سمجھ سکتا ہے لیکن اس کے نتیجے میں دوسروں کو بھی مجبور کرے کہ وہ بھی اس کی سوچ کے مطابق عمل کریں اس سے معاشرے میں بدامنی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔

درحقیقت پردے کے خلاف پروپیگنڈا نہ ہی حفاظتی اقدامات کا حصہ ہے اور نہ ہی اس سے معاشرے میں مساوات لانے کی کوشش کی جارہی ہے بلکہ یہ محض ایک مہذب معاشرے کے سنہری اصولوں کو بے آبرو کرنے کی کوشش ہے۔

ایک اور سوال یہ بھی ہے کہ اگر چہرے کا چھپانا خطرے کی علامت ہے تو پھر ان سب پلاسٹک سرجریز کے بارے میں آپ کیا کہیں گے جو آجکل عام ہیں اور جس سے لوگ مکمل طور پر اپنے چہرے کے نقوش تبدیل کر لیتے ہیں کیا یہ بات معاشرے میں سیکیورٹی خطرات کا باعث نہیں؟

https://www.cam.ac.uk/stories/COVIDcrime

بیٹیاں آگ سے نجات کا ذریعہ

بیٹیوں کی پیدائش پر پیدا ہونے والے بے جا عائلی مسائل کے ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"آج میں سب سے پہلے جو حدیث پیش کروں گا اس کا تعلق دشمنوں کے ساتھ نہیں بلکہ عائلی زندگی کے صبر کے ساتھ ہے کہ خاوند اور بیوی کو عائلی زندگی کس طرح گزارنی چاہئے۔ کئی عورتوں کے بھی خطوط آتے ہیں اور اگر ملاقات کا موقع مل جائے تو اس میں بھی شکایات کرتی ہیں کہ ہماری بیٹیاں ہیں مثلاً اور بیٹا کوئی بھی نہیں جس کی وجہ سے خاوند اور سسرال مستقل طعنہ دیتے رہتے ہیں۔ گھریلو زندگی اجیرن ہوئی ہوئی ہے۔ یا بیٹیاں خود بھی لکھ دیتی ہیں کہ ہمارے باپ کا ہمارے ساتھ بیٹی ہونے کی وجہ سے نیک سلوک نہیں ہے اور ہماری زندگی مستقل اذیت میں ہے۔

اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ایسی ہے جو لوگوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ بہت سارے ایسے ہیں جو دینی علم رکھتے ہیں، جماعتی کام بھی کرنے والے ہیں لیکن پھر بھی گھروں میں ان کے سلوک اچھے نہیں ہوتے۔ اس حدیث کے سننے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ کوئی انسان جس میں ہلکی سی بھی ایمان کی رمق ہو، اپنی بیٹیوں کو بیوی یا بیٹیوں کے لئے طعنہ کا ذریعہ نہیں بنائے گا۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو صرف بیٹیوں کے ذریعے سے آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے اس پر صبر کیا تو وہ بیٹیاں اس کے اور آگ کے درمیان روک ہوں گی"۔

(سنن ترمذی۔ کتاب البر والصلۃ۔

باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات والاخوات)

دنیا میں کون شخص ہے جس سے چھوٹی موٹی غلطیاں اور گناہ سرزد نہ ہوتے ہوں۔ کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں نہیں آنا چاہتا۔ یقیناً ہر ایک اس پناہ کی خواہش رکھتا ہے۔ تو بیٹیوں والوں کو یہ خوشخبری ہے کہ مومن بیٹیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجائے گا۔ بعض مسائل پیدا ہوتے ہیں ان کو حل کرنا اور اس معاشرے میں بھی ہمیں بیٹیوں کی وجہ سے بہت سارے مسائل نظر آتے ہیں ان کو برداشت کرنا اور کسی بھی طرح بیٹیوں پر یہ اظہار نہ ہونے دینا یا ماؤں کو بیٹیوں کی وجہ سے نشانہ نہ بنانا، یہ ایک مومن کی نشانی ہے اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر یہ باتیں جو ہیں اس کے اور آگ کے درمیان روک بن جاتی ہیں"۔

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 19 نومبر 2010ء

بمقام مسجد بیت الفتوح لندن)

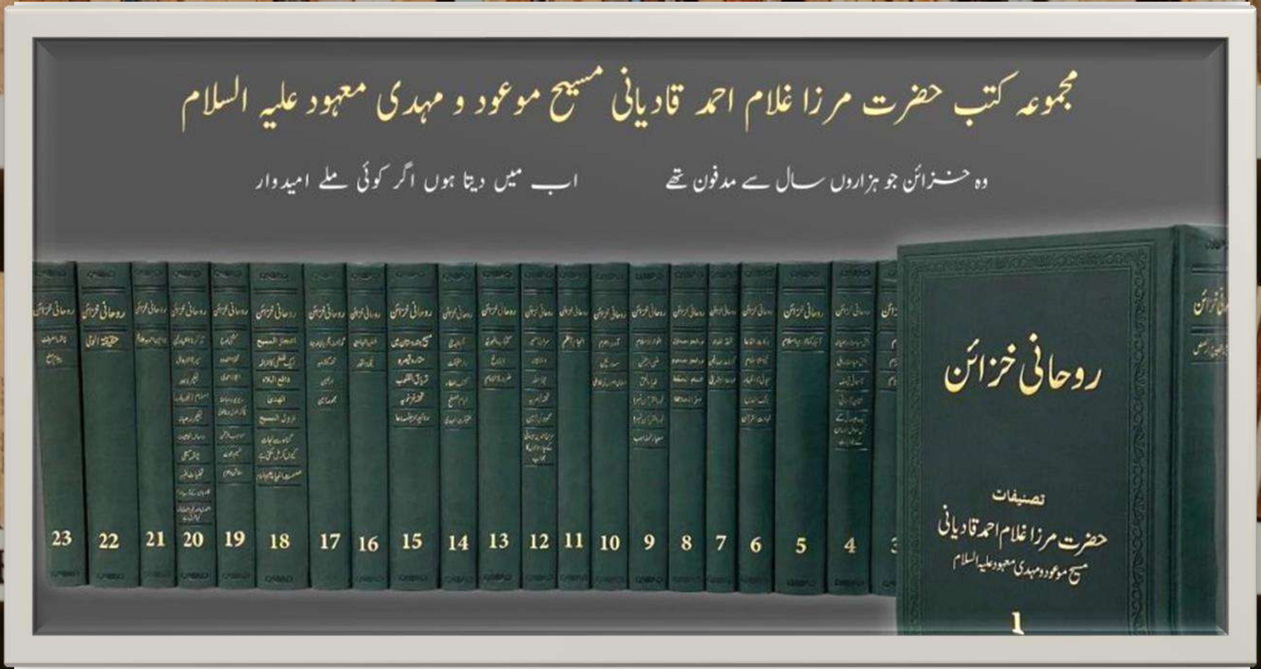

روحانی خزائن

سلسلہ حل لغت

براہین احمدیہ۔حصہ اول

قسط-2

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی تائید میں اردو، فارسی اور عربی میں تقریباً 84 سے زائد گراں قدر اور پُر معارف تحریر فرمائی ہیں۔ان تصانیف کو "**روحانی خزائن**" کے نام سے مرتب کر دیا گیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات کے مطالعہ کی تاکید فرمائی ہے۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ نوجوان نسل کو بعض الفاظ کو سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے اور اس وجہ سے وہ ان تحریرات کی گہرائی میں جا کر مطالعہ نہیں کر سکتی۔اس مقصد کے پیش نظر النصرت ”حل لغت“ کے عنوان سے ایک سلسلہ شروع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے کہ جس میں ان کتب کے مشکل الفاظ کے معانی ترتیب وار بیان کر دیے جائیں۔اُمید ہے بہنیں اس سے استفادہ فرمائیں گی۔

جزاکم اللہ

صفحہ نمبر	الفاظ	معانی	صفحہ نمبر	الفاظ	معانی
23	موسوم	نام رکھا گیا، پکارا گیا	28	مجیب	جواب دینے والا، قبول کرنے والا
	بوضاحت	تشریح کے ساتھ، تفصیل سے		بلاعذرے	بغیر کسی عذر کے
	دین متین	مضبوط دین، مستحکم یا باوقار دین		حیلے	بہانہ، تدبیر، روک، رکاوٹ
	برگزیدہ	منتخب، چنیدہ		قبض	تسلط، ملکیت
	معقول طریق	سمجھ میں آنے والا طریق، مناسب طریق		قاصر	ناچار، مجبور، ناکام
	ملزم	جس پر الزام ہو	29	بصراحت	کھول کھول کر، واضح طور پر
24	اشتہار	نشرواشاعت، اعلان		شق	جز، حصہ، ٹکڑا
	مقدمہ	پہلے آنے والا، تمہید		معذور	مجبور، جو عذر کرے، معافی مانگے
	فصل	باب، کتاب کا ایک حصّہ	30	امتیاز	فرق کرنا
	مشارکت	حصہ داری، شمولیت		صنف	قسم، جنس، نوع
	دلائل	ثبوت	32	خصال	طبعی عادت، جمع خصلت
25	براہین حقانیہ	روشن دلائل		خصال قدسیہ	پاک عادتیں
	ارباب	رب کی جمع، سرکردہ لوگ، بڑے لوگ	33	مرضیہ	پسندیدہ
	حقانیت	سچائی، برحق ہونا		شواہد قاطعہ	پکی گواہیاں
	اتمام	پورا کرنا، تکمیل		خارجی	بیرونی
	اتمام الحجۃ	حجت تمام کرنے کے لیے		متواترہ مثبتہ	مسلسل تصدیق شدہ
26	اخذ	حاصل کرنا، لینے کا عمل	34	دلیل بسیط	سادہ دلیل، عام دلیل
	نصف	آدھا		دلیل مرکب	دو یا زائد باتوں سے مل کر بننے والی دلیل
27	ثلث	ایک تہائی، تیسرا حصہ		الحاق	ملانا، جوڑنا
	ربع	چوتھا حصہ		انضمام	شرکت، شمولیت
	خمس	پانچواں حصہ	35	یکجائی	اکٹھے، ایک ساتھ
	بکلی	تمام		تحقق	پورا ہونا
	مقبولہ	پسندیدہ، قبول کیا ہوا		مستلزم	اپنے پر کام کو لازم کرنے والا
	ایفاء شرط	قول پورا کرنا، شرط کو پورا کرنا	37	امر محال	ناممکن معاملہ

صفحہ نمبر	الفاظ	معانی	صفحہ نمبر	الفاظ	معانی
	پیئتوں	کیفیتوں (ساخت، بناوٹ) حالتوں		فیلسوف	فلسفی، دانا، عیار، فلاسفر
	اصناف	شاخیں، قسمیں		فہم	سمجھ، شعور، عقل
38	متصدی	سامنے آنے والا، اعتراض کرنے والا		ادراک	ذہنی پختگی، خیال، فہم
39	انکشاف	پردہ اٹھانا، اظہار، کھولنا	45	مجموعہ	جمع کیا ہوا، مرتب کلام، اکٹھا کیا ہوا
	اجزاء	حصے		بھلے مانس	شریف، سیدھا، نیک آدمی
40	تمثیل	مثال، نظیر		معقول	مناسب، سمجھ میں آنے والا
41	دلائل حکمیہ	قطعی دلائل		منقول	نقل کیا ہوا، بیان کیا ہوا، ذکر کردہ
	اعتقادی	یقین سے پر، اعتبار کے قابل، ایمانی	46	منطقی	منطق کے علم کا ماہر، حجتی
	محققانہ	تحقیقی طور پر، ثابت شدہ		مدار نجات	نجات کا ذریعہ، جس پر نجات کا انحصار
42	صانع عالم	دنیا کو بنانے والا، تخلیق کرنے والا		صفحہ روزگار	زندگی، دنیا
	احقاق حق	حق کو ثابت کرنا	47	بجز	سوا، مگر، بغیر
	ابطال باطل	جھوٹ کی تردید کرنا		تائید الٰہی	اللہ کی حمایت، طرفداری، مدد
	قاصر	مجبور، ناکام		ربانی	خدائی، الٰہی
43	افضلیت	فوقیت، برتری، تقدم		انجام	آخر، انتہا
	عقائد فاسدہ	خراب یا بگڑے ہوئے عقائد		قطع	کاٹ، وضع
	ہر یک نوع	ہر قسم، ہر ایک نمونہ		واجب	ضروری، لازم
	صنف	قسم، جنس	50	اثبات	دلائل سے ثابت کرنا
	واضحہ	روشن، صاف نظر آنے والا	51	بدون	بغیر، علاوہ، سوا
	قاطعہ	لاجواب کرنے والا، فیصلہ کن		مخاصم	مخالف، جھگڑنے والا
44	مدلل	ثابت کیا ہوا، دلیل پر مبنی	52	ابطال	غلط قرار دینا، جھٹلانا
	مثبتہ	تصدیق کیا ہوا، ثابت شدہ		ہذا	یہ، یہی

(سلسلہ حلِّ لغت ٹیم: رفیقہ صداقت، سویرا منیر، منصورہ شرما، بشریٰ لطیف)

لجنہ صد سالہ جوبلی اور شجر کاری

2022ء میں لجنہ اماء اللہ کے قیام کو سو سال مکمل ہو گئے ہیں۔ اس مبارک موقع کی صد سالہ یادگار کے خوشگوار موقع پر لجنہ اماء اللہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایماء پر شجر کاری مہم کا بیڑہ اٹھایا ہے جس کے تحت برطانیہ کے طول و عرض میں ایک لاکھ درختوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ الحمد للہ۔

درخت لگانا ہم احمدی مسلم خواتین کی ایک صدی پر محیط خدمات کی یادگار منانے کا ایک شاندار طریقہ ہے جس کے ذریعے ہمارے ماحول کو بھی فائدہ پہنچ رہا ہے اور کاربن فٹ پرنٹ کو کم کر کے ہماری آنے والی نسلوں کے لئے دنیا کو ایک بہتر جگہ بنایا جا رہا ہے۔

ادعیۃ القرآن

پاکیزہ اولاد کے حصول کی دعا

حضرت زکریاؑ نے حضرت مریمؑ کے پاس (جو ان کی کفالت میں تھیں) بے موسم کے پھل دیکھ کر پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے؟ انہوں نے بے ساختہ کہا اللہ کی طرف سے۔ اس پر حضرت زکریاؑ میں دعا کا سخت جوش پیدا ہوا اور یہ دعا کی جس کی قبولیت کی بشارت دعا کے دوران ہی محراب میں کھڑے ہوئے آپ کو مل گئی اور حضرت یحییٰؑ آپ کو عطا ہوئے۔ (آل عمران: 30 تا 38)

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ

اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

(آل عمران: 39)

(بحوالہ خزینۃ الدعا)

پاک محمد صلی اللہ علہ و سلم مصطفی نبیوں کا سردار

منظوم کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ

جب وقت مصائب کی صورت اک بندے کو دکھلاتا ہے
جب تاریکی چھا جاتی ہے غم کا بادل گھر آتا ہے

ہر گام پہ پاؤں پھسلتے ہیں آفات کے جھکڑ چلتے ہیں
جب صبر کا دامن ہاتھوں سے رہ رہ کر چھوٹا جاتا ہے

جب آنکھیں بھر بھر آتی ہیں اُمیدیں ڈوبی جاتی ہیں
جب یاس کا دریا چڑھتا ہے دل اس میں غوطے کھاتا ہے

جب ناؤ بھنور میں گھرتی ہے جب موت نظر میں پھرتی ہے
جب حیلے سب ہو چکتے ہیں انساں بے بس ہو جاتا ہے

جب دم سینے میں گھُٹتا ہے جب دل میں ہوکیں اٹھتی ہیں
جب "جینا" کڑوا لگتا ہے، جب "مرنا" دل کو بھاتا ہے

جب بڑے بڑے جی چھوڑتے ہیں جاں دینے کو سر پھوڑتے ہیں
اس وقت بس ایک "مسلماں" ہے جو صبر کی شان دکھاتا ہے

یہ برکت سب "اسلام" کی ہے تعلیم اس رحمتِ عام کی ہے
جو "نسخۂ تسکیں" وہ لایا دل مسلم کا ٹھیراتا ہے

بے آس کی آس بن جاتا ہے

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمدؐ مصطفی نبیوں کا سردار

پاک جب دنیا میں بیداری والے دین سے غافل سوتے ہیں
جب اس کے پیچھے پڑتے ہیں تو اُس کو بالکل کھوتے ہیں

پر شاہِ دوعالم کے پیرو کونین کے وارث بنتے ہیں
موجود ہے جو "مقصود" ہے جو دونوں ہی حاصل ہوتے ہیں

جاری سب کاروبارِ جہاں، پر دل میں خیالِ یار نہاں
دن کاموں میں کٹ جاتا ہے راتوں کو اُٹھ کر روتے ہیں

دنیا سے الگ دنیا کے مکیں ملتے ہیں مگر گھلتے یہ نہیں
دنیا تو ان کی ہوتی ہے یہ آپ خدا کے ہوتے ہیں

سامانِ معیشت بھی کرنا پھر جیتے جی اس پر مرنا
حق نفس کا بھی کرتے ہیں ادا، بیج الفت کے بھی بوتے ہیں

خالق مٹی سے گھڑتا ہے، مٹی میں رہنا پڑتا ہے
یہ خاک ہی کرتی پاک بھی ہے مل مل کے یہیں دل دھوتے ہیں

لاثانی اُسوہ احمد کا یہ سیدھی راہ دکھاتا ہے
بے دنیا چھوڑے مسلم کو دنیا میں خدا مل جاتا ہے

ہر طرح کرم فرماتا ہے

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
"پاک محمد ﷺ مصطفی نبیوں کا سردار"

(درعدن)